عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

جلد:۴۲ | ۲۴تا۳۰ر رجب المرجب ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۲۳ء | شمارہ:۷

## پیام پاکستان اور میثاقِ وحدت

## تجدد کی تعریف
اس کی ضرورت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## پیشاب کے قطروں کا حکم

س:...... مجھے بار بار پیشاب کے قطرے آتے ہیں اور کپڑے خراب ہوجاتے ہیں اور ہر وقت ایسا ہی ہوتا رہتا ہے تو میں نماز کس طرح پڑھوں، وضو باقی نہیں رہتا اور کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔

ج:...... ایسا شخص جس کو کوئی ایسی بیماری لاحق ہو، جس کی وجہ سے اس کا وضو نہ رہتا ہو تو وہ معذور کہلاتا ہے۔ معذور بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر نماز کا سب سے مختصر وقت (جیسے کہ آج کل عصر تا مغرب ہے) اس حال میں گزر جائے کہ وہ پورے وقت میں فرض رکعتیں بھی بغیر اس عذر کے نہ پڑھ سکے اور جب ایک دفعہ معذور بن گیا تو معذور رہنے کے لئے یہ شرط ہے کہ پورے وقت میں اس کو کم از کم ایک بار یہ عذر ضرور پیش آئے، اگر پورا وقت گزر گیا اور اس کو یہ عذر پیش نہیں آیا تو یہ شخص اب معذور نہیں رہا اور معذور کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لئے ایک بار وضو کرلے اور نماز و دیگر عبادات ادا کرے، اس عذر کی وجہ اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور جب نماز کا وقت نکل جائے گا، اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اب دوسرے وقت کے لئے دوسرا وضو کرے، لہٰذا اگر آپ بھی معذور ہیں تو آپ کے لئے یہی حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کریں اور نماز ادا کرنے سے پہلے کپڑے بھی پاک کرلیا کریں اور پھر نماز ادا کریں۔

## وتر تہجد کے وقت پڑھنا افضل ہے

س:...... حدیث کے مطابق تو وتر تہجد کے وقت پڑھنا افضل ہے، تو کیا نماز عشاء کے وقت پڑھنا افضل نہیں ہے؟

ج:...... جو شخص نیند سے جاگنے کا بھروسا رکھتا ہو، اس کے لئے تہجد کے وقت تہجد پڑھ کر پھر وتر پڑھنا افضل ہے اور جو شخص تہجد کے وقت اٹھنے کا عادی نہ ہو اور بھروسا نہ رکھتا ہو، اس کے لئے نماز عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لینا بہتر ہے، کیونکہ وتر پڑھنا واجب ہے۔

## رضاعی بہن بھائی کا آپس میں نکاح نہیں ہوتا

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے ماموں کی بیٹی کے ساتھ اس کی ماں کا دودھ پیا ہے جبکہ اس کے کسی اور بہن بھائی نے اس کی ماں کا دودھ نہیں پیا ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے بڑے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں یہ لڑکا اس لڑکی کی والدہ کا دودھ پینے سے ان کا رضاعی بیٹا بن گیا۔ اس لئے اس کا نکاح اس خاتون کے ساتھ نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں، لیکن لڑکے کے دوسرے بھائیوں کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
# ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

## مجلسِ ادارت
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۲۴ تا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۲۳ء شمارہ: ۷

## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| ذکر بالجہر اجتماعاً کرنا کیسا ہے؟ | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| پیغامِ پاکستان اور میثاق وحدت | ۸ | مولانا زاہد الراشدی مدظلہ |
| سربسجود مسلمانوں پر خودکش حملہ! | ۱۰ | اشفاق اللہ جان ڈاگیوال |
| حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ۱۲ | ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ |
| مجدد کی تعریف اور اس کی ضرورت | ۱۶ | مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی |
| مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ (سکھر) | ۲۰ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| خبروں پر ایک نظر | ۲۲ | ادارہ |
| دعوتی و تبلیغی اسفار | ۲۴ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| گزرتے ماہ وسال اور امتِ مسلمہ | ۲۷ | مولانا محمد سلمان بجنوری مدظلہ |


### سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

### مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

### نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

### مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

### معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

### قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

### سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

### تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

### بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

### زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

# عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۲۴ (۱۰ سنہ نبوت کے واقعات)

۸:.... اسی سال ۲۷ رشوال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے، وہاں بنوثقیف آباد تھے، ۲۶ دن وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اِسلام کی نصرت وحمایت کی دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ قریش کی ایذا سے بچانے کی درخواست کی، انہوں نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرایا بلکہ تکلیف وایذا کے درپے ہوئے، بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ رذیقعدہ کو واپس مکہ تشریف لائے۔

۹:.... اسی سال جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طائف کے تین سردار عبد یا لیل، خبیب اور مسعود پسرانِ عمر بن عبید آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران یہ بات کہی جسے اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے:

”وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔“ (الزخرف:۳۱)

ترجمہ:.... ”اور کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلامِ اِلٰہی ہے تو) ان دوبستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔“

”دوبستیوں کے بڑے آدمی“ سے ان کی مراد مکہ میں ولید بن مغیرہ مخزومی اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس یاوہ گوئی کا جواب دیا: ”کیا وہ تقسیم کرتے ہیں رحمت آپ کے رَبّ کی؟“۔

۱۰:.... اسی سال یہ واقعہ پیش آیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ طائف کی سردمہری اور سنگ دِلی سے ملول اور غمگین واپس ہوئے تو راستے میں جبریل علیہ السلام، ملک الجبال کی معیت میں نازل ہوئے اور پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اجازت ہو تو مکے کے دو پہاڑوں کو ملاکر ان لوگوں کو کچل دُوں، تاکہ یہ سب ہلاک ہوجائیں اور ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ رہے؟“ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! مجھے توقع ہے کہ یہ نہیں تو ان کی نسل ہی سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کو ایک مانیں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

۱۱:.... اسی سال جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپسی پر مقام ”نخلہ“ میں فروکش تھے، یہ مکہ سے ایک دن کی مسافت پر مکہ اور طائف کے مابین ایک بستی تھی، تو نصیبین جو ملکِ شام کا ایک شہر تھا، کے جنات کا ایک سات رُکنی وفد دربارِ نبوی میں حاضر ہوا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی تو جنات ہمہ تن گوش ہوگئے، کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں ”سورۂ رحمن“ اور دُوسری رکعت میں ”سورۂ جن“ یا ”سورۂ اِقرأ“ پڑھی تھی، نماز کے بعد انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، مشرف باسلام ہوئے اور اسلام کے داعی بن کر اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے، حق تعالیٰ نے سورۂ اَحقاف کی آیات: ”وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ۔۔۔الخ“ (الاحقاف:۲۹) میں ان ہی کا تذکرہ فرمایا ہے، نیز سورۂ جن میں یہ انہی کا قول نقل کیا ہے: ”اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا“ (الجن:۱)۔

(جاری ہے)

اداریہ　　محمد اعجاز مصطفیٰ

# ذکر بالجہر اجتماعاً کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ذکر بالجہر کے بارہ میں استفتا کیا گیا۔ آپ نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز جامعہ خیر المدارس ملتان کے مؤسس اور بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کا مصدقہ فتویٰ سامنے رکھ کر اور اس کا حوالہ دے کر یہ فتویٰ دیا ہے۔ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب حفظہ اللہ نے وہ فتویٰ مجھے ارسال کیا اور فرمایا کہ آپ بھی اس پر کچھ لکھ دیں۔ بندہ نے جو کچھ اپنے پہلے شیخ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کو ذکر کرتے وقت جیسا دیکھا اور جو کچھ سنا وہ حضرت کو لکھ کر ارسال کر دیا تھا۔ افادۂ عام کی غرض سے وہ فتویٰ بطور اداریہ ''ہفت روزہ ختم نبوت'' میں شائع کیا جا رہا ہے۔

''ذکر بالجہر اجتماعاً کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اولاً پیر صاحب ذکر کے الفاظ پڑھتے ہیں اور پھر مریدین وہی الفاظ دہراتے ہیں آیا ذکر کی یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (سائل: مولوی منور سلیم، کچا کھوہ)

## الجواب:

ذکر بالجہر کے بارے میں خیر العلماء حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھریؒ بانی جامعہ خیر المدارس، ملتان جو حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے، ان کا مصدقہ فتویٰ بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے:

''ذکر ہر طور سے جائز ہے، کسی کو کسی طور سے منع نہیں کرنا چاہئے، ذکر کسی ہیئت کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے، خواہ منفرد ہو یا مجتمع، حلقہ باندھ کر، صف باندھ کر یا کسی اور صورت سے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر، غرضیکہ کوئی بھی ہیئت ہو، جائز ہے۔''

''عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یقعد قوم یذکرون اللہ عزوجل الا حفتہم الملائکۃ۔'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف، ج:۱، ص:۱۹۶)

''وفیہ ایضاً: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یقول اللہ عزوجل: انا عند ظن عبدی بی وانا معہ حین یذکرنی ان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم۔'' (متفق علیہ)

’’وقال اللہ تبارك وتعالیٰ: یذ کرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبهم (الآیة) وفی تفسیر الاحمدی فی بحث الجهر والاخفاء: وهذا بحث مختلف فیه بین الانام فی زماننا ولا طائل تحته اذا المقصود بکل الوصول الی اللہ تعالیٰ بای طریق کان۔‘‘

’’البتہ اس میں اس بات کا خیال ضرور رہے کہ یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ کسی نائم یا نمازی کو اذیت نہ ہو اور جہر نہایت مفرط نہ ہو، نیز کسی طریق کو لازم نہ سمجھا جائے۔‘‘ (امداد الفتاویٰ، ج:۵،ص:۱۶۲)، (شامی، ج:۱،ص:۴۹۹)

’’وادنی الجهر اسماع غیره ممن لیس بقربه۔‘‘ (شامی، ج:۱،ص:۴۹۹)

لیکن اکثر کی کوئی حد متعین نہیں ’’واعلاه لاحد له‘‘ (شامی، ج:۱،ص:۴۹۹)

بلکہ اپنے نشاط پر موقوف ہے، مگر اس کے جواز کی شرط وہی ہے کہ مصلی اور نائم کو تشویش نہ ہو کما صرح به الفقهاء۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح — بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

خیر محمد عفا اللہ عنہ — ۲۲/۴/۱۳۸۷ھ

(خیر الفتاویٰ، ج:۱،ص:۳۴۹)

ذکر کا یہ طریقہ عموماً اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جبکہ وقت میں وسعت نہ ہو، تاکہ ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘، پھر ’’الا اللہ‘‘، پھر ’’اللہُ، اللہ‘‘، پھر اسم ذات ’’اللہ، اللہ‘‘ مذکورہ تمام اذکار کی ایک ایک تسبیح کی برکات حاصل کی جا سکے۔ جو بارہ تسبیحات کا ذکر مشائخ کا تجویز کردہ ہے۔ یہ اسی کا اختصار ہے، اس وجہ سے شیخ ایک مرتبہ ان تسبیحات کو شروع کرانے کے لئے اس کلمہ کو دہرا دیتے ہیں، بعد میں ہر آدمی اپنا اپنا ذکر کرتا رہتا ہے، گویا یہ ذکر بھی درحقیقت انفرادی ہے، کیونکہ شرکاء میں ہر ساتھی اپنا اپنا ذکر کرتا ہے، اسے اجتماعی ذکر کہنا ہی غلط ہے۔

اجتماعی ذکر تب کہتے ہیں جب اس طریقے سے ہوتا جیسے کہ اسکولوں میں پہاڑے اور گنتی بچوں کو سکھانے کے لئے ایک بچہ کہتا ہے، دوسرے سب اس کو دہراتے ہیں، پھر ایک لڑکا کہتا ہے، باقی دہراتے ہیں، یہ صورت درحقیقت اجتماعی ذکر کی ہے جو کسی بھی سلسلہ میں مروج نہیں۔

اگر شروع اور اختتام کو اکٹھا کرنے کو اجتماعی کہہ کر رد کیا جائے تو پھر تو سلسلہ نقشبندیہ کے طریق کار کو بھی ناجائز کہنا پڑے گا، کیونکہ ان حضرات کے ختمات کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ شیخ ایک سورۃ مثلاً فاتحہ وغیرہ یا دعا یا کسی کلمہ کو پڑھتا ہے، اسے سن کر سب پڑھتے ہیں، اسی طرح مراقبہ کے وقت المراقبہ الشریفہ کے عنوان سے اعلان کیا جاتا ہے، پھر ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ جیسے کلمات پر اختتام ہوتا ہے۔

ورنہ مجلس ذکر کی اصل صورت یہی ہے کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ ہر شخص اپنے اپنے شیخ کا تجویز کردہ ذکر کرے۔ ذکر مکمل ہونے پر اپنی اپنی دعا کر کے چلا جائے۔ یا دوسرے کام تلاوت وغیرہ میں مشغول ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم۔‘‘

مفتی محمد عبداللہ

(صدر مفتی دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں نے ذکر بالجہر کے متعلق استفتا اور اس کا جواب مکمل پڑھ لیا ہے۔ ماشاء اللہ! بالکل صحیح، جامع اور بہت ہی عمدہ ہے۔ ہمارے حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ جو حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے شاگرد تھے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی رحمہا اللہ (جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اور مجاز تھے) ان دونوں حضرات سے حضرت لدھیانوی شہیدؒ کو خلافت واجازت تھی، ان کے ذکر کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف اور 13 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب اور پھر 13 تسبیح کا ذکر۔ اس کے لئے باقاعدہ کہا جاتا تھا کہ ہر ساتھی اپنا اپنا ذکر اس انداز میں کرے کہ آواز درمیانی ہو۔ آوازوں کو ملانے کی کوشش نہ کی جائے اور جس کا ذکر مکمل ہو جائے وہ خاموشی سے جا بھی سکتا ہے۔ اور یہ ذکر تعلیماً ہے۔ اسی طرح میرے دوسرے شیخ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ ذکر کراتے تھے، گویا یہ مجتمع انداز کا ذکر تو کہا جاسکتا ہے، اجتماعی ذکر نہیں۔ بہرحال! چاروں سلاسل کے بزرگوں کے طریقے اجتہادی اور بطور علاج کے ہیں، بس شرط یہ ہے کہ ان میں ریا، نمود اور دوسروں کے لئے ایذا نہ ہو، ورنہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کے زمرہ میں آئے گا۔

(مولانا) محمد اعجاز مصطفیٰ

(۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۴ھ/ ۱۱ جنوری ۲۰۲۳ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ذکر کی توفیق عطا فرمائیں اور دین کے ہر معاملے میں ہمیں اپنے اکابر پر اعتماد کرنے اور ان کی فکر، تحقیق اور سوچ کے مطابق عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

---

## وحدتِ امت ختم نبوت

| | |
|---|---|
| مرکزِ ملت، ختم نبوت | نکتۂ وحدت، ختم نبوت |
| جس کی حفاظت، فرض ہے سب کا | وہ ہے امانت، ختم نبوت |
| چھن گئی جس سے وہ ہوا مفلس | ایسی ہے دولت، ختم نبوت |
| دین سلامت ہے جو اب تک | اس کی ہے علت، ختم نبوت |
| جس کے لئے صدیقؓ لڑے تھے | وہ ہے صداقت، ختم نبوت |
| منکر کاش! اس بات کو سمجھیں | حق کی ہے رحمت، ختم نبوت |

میرا امیںؔ ایمان یہی ہے

وحدتِ امت ختم نبوت

سید امین گیلانیؔ

# پیغامِ پاکستان اور میثاقِ وحدت

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

گزشتہ روز ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے زیراہتمام ”پیغامِ پاکستان“ کے حوالے سے منعقد ہونے والے قومی سیمینار میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور مختلف مکاتبِ فکر کے بزرگوں اور دوستوں کے ساتھ ملاقات کے علاوہ ایک قومی فریضہ کی ادائیگی میں شریک ہونے کا موقع بھی مل گیا، فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

قیامِ پاکستان کے بعد سے ملک کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور دینی راہنماؤں کا اس پر اجماع چلا آرہا ہے کہ پاکستان میں اس کے مقصدِ قیام کے مطابق شریعتِ اسلامیہ کا مکمل اور عملی نفاذ ناگزیر ملّی تقاضا اور ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے جس کی دستورِ پاکستان میں بھی صراحت موجود ہے، مگر اس کے لیے کسی مسلح جدوجہد کی بجائے پُرامن سیاسی جدوجہد اور جمہوری عمل ہی واحدراستہ ہے جس پر اب تک مجموعی طور پر عمل ہو رہا ہے۔ جہادِ افغانستان کے نتیجے میں افغانستان سے سوویت یونین کی پسپائی کے بعد پاکستان کے کچھ حلقوں میں یہ تصور ابھرا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے بھی مسلح راستہ اختیار کرنا چاہیے مگر ملک کے جمہور علماء نے اسے قبول نہیں کیا اور اس عمل کو خروج اور بغاوت قرار دیتے ہوئے ایسا کرنے والوں سے دوٹوک طور پر کہا کہ نفاذِ شریعت کے لیے ان کا جذبہ، قربانی اور محنت قابلِ قدر ہے مگر مسلح جدوجہد کا طریق کار قطعی طور پر غلط اور غیر شرعی ہے، جس کا اظہار چند سال قبل ”پیغامِ پاکستان“ کے عنوان سے ایک متفقہ قومی دستاویز کی صورت میں کر دیا گیا۔ مگر اس کے بعد بھی مختلف اطراف سے اس کے بارے میں شکوک وشبہات اور تحفظات ابھی تک سامنے لائے جا رہے ہیں اس لیے اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس ”قومی موقف“ کا ایک بار پھر اظہار کیا جائے۔ چنانچہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی نے ۲۳ جنوری کو فیصل مسجد اسلام آباد کے علامہ اقبال آڈیٹوریم میں اس کا اہتمام کیا جس کی کاروائی اور تفصیلات مختلف اخبارات اور سوشل میڈیا کے ذریعے سامنے آ چکی ہیں۔ اس بروقت اقدام پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بالخصوص ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اور اس کے سربراہ ڈاکٹر ضیاء الحق شکریہ اور تبریک کے مستحق ہیں۔

کانفرنس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا خطاب اس اجتماع کا حاصل اور علماء پاکستان کے دوٹوک موقف کا اظہار تھا، جبکہ اس کے ساتھ مولانا مفتی منیب الرحمٰن، مولانا مفتی عبدالرحیم، مولانا پروفیسر ساجد میر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، اور مولانا قاضی نیاز حسین نقوی کے خطابات اس مسئلہ پر امت کی وحدت اور ہم آہنگی کی واضح علامت تھے۔ راقم الحروف نے بھی چند گزارشات پیش کیں اور آج کے اہم ترین قومی و ملی تقاضے کی بروقت تکمیل پر اطمینان کا اظہار کیا۔

اس موقع پر اس موقف کے بارے میں تحفظات و اشکالات کا اظہار کرنے والے دوستوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ موقف آج کا نہیں بلکہ یہ ہمارے ماضی اور دینی جدوجہد کے تسلسل کا ایک اہم باب ہے جس کے لیے اس تاریخی حقیقت کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ مسلم حکمرانوں سے مختلف ادوار میں علماء امت کو شکایات رہی ہیں جن کا کھلم کھلا اظہار کیا گیا ہے، احتجاج واضطراب کی مختلف صورتیں اختیار کی گئی ہیں، اور مسلم حکمرانوں کو اپنے غلط فیصلوں اور طرزِ عمل سے رجوع بھی کرنا پڑا ہے، مگر ہمارے اسلاف واکابر نے یہ سارے کام ہتھیار اٹھائے بغیر کیے ہیں اور پُرامن جدوجہد کے ذریعے منکرات وفواحش کے خلاف جدوجہد کی ہے۔ اکبر بادشاہ کے نام نہاد دینِ الٰہی اور شریعت میں اس کی تحریفات سے بڑے ”منکر“ کا سامنا شاید کسی اور دور میں امت کو نہ کرنا پڑا ہو، اس کا مقابلہ علماء امت نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی قیادت میں پوری جرأت کے ساتھ کیا اور مغل بادشاہت کو بالآخر اس نام نہاد ”دینِ الٰہی“ سے دستبرداری

اختیار کرنا پڑی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس دور میں شریعت کی عملداری کو وقت کی سب سے بڑی دینی ضرورت قرار دیا اور اسے سب سے بڑی عبادت بتایا مگر ہتھیار اٹھائے بغیر اس مہم کو سر کیا اور اس کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔

ہمارے اکابر نے جہاد اور بغاوت کا فتویٰ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط کے بعد غیر ملکی حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے دیا تھا جیسا کہ افغانستان میں روسی فوجوں کے تسلط اور پھر امریکی فوجوں کی یلغار کے موقع پر علماء افغانستان نے جہاد کا فتویٰ دیا اور مسلح جنگ لڑی جو بلاشبہ جہاد تھی۔ پاکستان کے علماء کرام نے بھی اس کی تائید کی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرح ہزاروں پاکستانیوں نے عملاً اس جہاد میں شریک ہو کر یہ مقدس فریضہ سرانجام دیا۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کروں گا کہ میں نے خود اس جہاد میں مختلف حوالوں سے شرکت کی ہے اور جہادی مراکز کے علاوہ مورچوں میں بھی وقت گزارا ہے جسے اپنے لیے باعثِ نجات سمجھتا ہوں، مگر غیر ملکی قوتوں کے خلاف جہاد پر کسی مسلم ریاست کے اندر مسلم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی یہ ہمارے اکابر و اسلاف کی روایت رہی ہے۔

اس لیے تمام متعلقہ دوستوں سے ایک بار پھر گزارش ہے کہ وہ اپنے موقف اور طرزِ عمل پر نظر ثانی کریں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''علماء پاکستان'' کے اس اجماع و اتفاق کا احترام کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو دستورِ پاکستان کے دائرے میں لے آئیں، یہی آج کے دور کا شرعی اور دینی تقاضا ہے جو پاکستان کے تمام اہلِ دین کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وحدت، سلامتی، استحکام، اسلامی تشخص، اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ و ترویج کے لیے صحیح رخ پر محنت کرنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اوصاف، اسلام آباد ۲۶ جنوری ۲۰۲۳ء)

## صوفی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

راقم کے ماموں کریم بخش مرحوم تھے، جنہیں اللہ پاک نے چار بیٹیاں عطا فرمائیں نرینہ اولاد نہیں تھی، دو بیٹیوں کی شادیاں وہ اپنی زندگی میں کر گئے، دو میں سے ایک راقم کے نکاح میں آئی اور دوسری صوفی محمد امین کے نکاح میں آئی۔ اس سے ایک بیٹی ہوئی اور ایک بیٹا عمر فاروق کی پیدائش کے بعد وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں، عمر فاروق اپنی خالہ یعنی راقم کی تربیت میں آ گیا۔

صوفی محمد امینؒ کی پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد مرحومہ کی خالہ زاد سے شادی ہو گئی جس سے اللہ پاک نے بچوں اور بچیوں سے نوازا، مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، اس لئے صوفی ان کے نام کا جزو بن گیا۔ چوک کمہاراں سے دائیں جانب جامع مسجد ریاض الجنۃ ہے۔ اس کے قریب رہائش پذیر ہو گئے، ان کے والد محترم جناب محمد بخشؒ بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور انہیں اذان دینے کا بہت شوق تھا۔ وہ مسجد میں اذان دیتے، اس طرح اللہ پاک نے ''الولد سر لابیہ'' کے مصداق ان کی سیٹ صوفی محمد امین نے سنبھال لی۔

کچھ عرصہ قبل انہیں فالج کا اٹیک ہوا، جس سے کمزوری لاحق ہو گئی، مسجد کی اذان سے بھی محروم ہو گئے اور مسجد ریاض الجنۃ کے قریب والا مکان بیچ کر خانیوال روڈ لنک نئی آبادی عقب کھاد فیکٹری میں منتقل ہو گئے۔ پہلی بیوی سے بیٹے اور بیٹی کو ان کا حصہ دے دیا۔ ان کی دوسری بیوی سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں ایک بیٹا حافظ قرآن بھی ہے اور ایک بیٹی عالمہ ہے۔ ۲۸ رنومبر ۲۰۲۲ء کی شب میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی وصیت تو جنازہ کے لئے راقم کی تھی۔ راقم بخار کی وجہ سے ایک منٹ بھی نہ سو سکا۔ اگلے دن صبح گیارہ بجے ان کا جنازہ کا ٹائم مقرر ہوا۔ راقم نے اپنی علالت کی وجہ سے جنازہ میں شرکت اور امامت سے معذرت کی۔ اللہ پاک حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ مبلغ بہاولنگر کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے جنازہ کی امامت کا فریضہ سرانجام دے دیا۔ جنازہ میں برادری اور غیر برادری کے سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ راقم کے فرزندان عزیزی عثمان غنی سلمہ اور عزیزی قاضی احسان احمد سلمہ نے راقم کی نمائندگی فرمائی فجزاھما اللہ خیراً۔

۳۰ ردسمبر ۲۰۲۲ء ان کی یاد میں تعزیتی جلسہ ہوا، تلاوت قاری محمد احمد، قاری محمد حنیف منڈی یزمان، نعت قاری محمد احمد اور مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ اور راقم کے بیانات ہوئے اور مرحوم کے فرزند اکبر کی دستار بندی راقم اور مذکورہ بالا حضرات نے کی صوفی محمد امینؒ کی پگڑی جوان کے والد محترم کی وفات کے بعد پہنائی گئی، وہی پگڑی ان کے فرزند اکبر عمر فاروق سلمہ کو پہنائی گئی۔

اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، بیوہ سمیت بیٹوں، بیٹیوں، بھائیوں اور تمام سوگواروں کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# سربسجود مسلمانوں پر خودکش حملہ

اشفاق اللہ جان ڈاگیوال

رواں ہفتے کا آغاز بہت بھاری ثابت ہوا۔ پیر کا دن تو ایسے تھا جیسے قیامت صغریٰ برپا ہوگئی ہے۔کوئٹہ سے پشاور تک موت کا رقص جاری رہا۔ ہر جانب صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ اس ایک دن میں ملک میں پانچ افسوسناک اور دل دہلا دینے والے واقعات رونما ہوئے۔

ایک واقعہ بلوچستان کے علاقے لسبیلہ میں پیش آیا جہاں مسافر بس الٹنے سے 41 افراد جاں بحق ہوگئے مبینہ طور پر بس کی حالت ایسی نہ تھی کہ اسے چلایا جاتا لیکن روکنے کے باوجود اس پر مسافر لاد کر لے جائے گئے اور بس کھائی میں جا گری۔

دوسرا واقعہ کوہاٹ میں پیش آیا جہاں سیر پر آئے بچوں کی کشتی الٹنے سے 13 بچے جاں بحق ہوگئے۔

تیسرا واقعہ پنجاب کے شہر چشتیاں میں باراتیوں کی کار کو حادثہ کی صورت پیش آیا۔ جس میں ایک ہی خاندان کے 6 افراد جاں بحق ہو گئے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھکر میں جہاں بارات کی کار کو حادثہ پیش آیا، جس میں 4 افراد جاں بحق ہوگئے۔ اس دن کا سب سے خوفناک اور افسوسناک سانحہ پشاور کی پولیس لائنز کی مرکزی مسجد میں پیش آیا۔

اس سانحہ میں مسلمان جو نماز پڑھنے میں مصروف تھے ان پر خودکش حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں امام مسجد سمیت سو سے زائد مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ڈیڑھ سو سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ مسجد میں جگہ جگہ معصوم اور بے گناہ لوگوں کی لاشیں پڑی تھیں، قرآن پاک بکھرے پڑے تھے جن پر ان بے گناہ لوگوں کا خون لگا ہوا تھا۔

آئی جی پولیس کے پی کے معظم جاہ انصاری نے پریس بریفنگ کے دوران بتایا کہ حملہ آور کے سہولت کار کا پتہ لگا رہے ہیں اور ایک مہینے کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ رہے ہیں۔ دھماکے میں 10 سے 12 کلو بارودی مواد استعمال کیا گیا تاہم جلد جے آئی ٹی میں سب کچھ واضح ہوجائے گا اور دھماکے میں ملوث تمام کرداروں کا تعین ہو سکے گا۔

دھماکا کرنے والے، اس کے سہولت کار اور سرپرستوں کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہوسکتا ہے لیکن اسلام سے کسی صورت نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے قرآن مجید فرقان حمید کا حکم حجت ہے، جو کوئی قرآن کی بات سے انکار کرے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا اور قرآن نے کئی جگہوں پر انسانی جان کی حرمت بیان کی ہے۔

مسجد کو شعائر اللہ کہا گیا ہے، اس کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے، قرآن مجید کی عظمت و رفعت بیان کی گئی ہے۔ جن لوگوں نے یہ حملہ کیا، یا جن لوگوں نے کرایا، انھوں نے ایک ہی وقت میں مسجد کی حرمت کو بھی پامال کیا اور قرآن مجید کی بھی توہین کی ہے اور انسانیت کا قتل عام بھی کیا ہے۔

قرآن کریم کہتا ہے: ”جس کسی نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی اور جس نے ایک بے گناہ کو قتل کیا گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا۔“ یہاں تو ان درندوں نے سو سے زائد افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ افراد بھی وہ جو اللہ کے آگے سجدہ ریز تھے۔ اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے عام شہریوں اور پُرامن انسانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کا دین اِسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اِسلام میں ایک مومن کی جان کی حرمت کا اندازہ یہاں سے لگالیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کی تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اِس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہوجانا ہلکا (واقعہ) ہے۔“

نسائی کی ایک حدیث شریف ہے کہ ”حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک

تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔‘‘

کیا ان دہشت گردوں کو اسلام کے واضح احکامات دکھائی نہیں دیتے؟ گزشتہ دنوں اسی موضوع پر اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں ’’پیغامِ پاکستان کانفرنس‘‘ ہوئی، جس میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام نے شرکت کی اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا بلکہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے تجاویز بھی دیں۔

اس کانفرنس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے نہایت مدلل اور جاندار خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں ان کی گفتگو ہر پاکستانی بالخصوص ان لوگوں کے لیے فکر انگیز ہے جو پاکستان میں مسلح جدوجہد کو جہاد کا نام دے کر اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے دو ٹوک انداز میں کہا کہ ’’ریاست پاکستان کے خلاف مسلح کارروائی حرام اور کھلی بغاوت ہے، پاکستان کے علماء کرام ملک کے خلاف کسی مسلح کارروائی کی تائید نہیں کر سکتے۔‘‘

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کالعدم تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے سربراہ نور ولی سے ہونے والی ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ’’میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرات نے 20 سال تک اسلحہ اٹھایا، بچوں، عورتوں اور علماء کرام کو بھی نہیں بخشا، آپ بتائیں کیا 20 سال کی اس جدوجہد سے کوئی ادنیٰ سی بھی تبدیلی آئی؟ آپ کیوں مصر ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف بندوق اٹھائے رکھنا ہے۔‘‘

مفتی تقی عثمانی نے بتایا کہ میری گفتگو کے بعد نور ولی اور ان کے رفقاء نے کہا کہ آپ کی باتیں سمجھ آ گئی ہیں، مجھے یاد ہے کہ نور ولی نے اس کے بعد کہا تھا کہ ہم ہتھیار نہیں اٹھائیں گے، نور ولی سے براہ راست گفتگو ہوئی، جس میں کوئی واسطہ بھی نہ تھا، نور ولی نے علماء سے رہنمائی کے لیے جو بیان جاری کیا، وہ رہنمائی فراہم کی جا چکی۔ بے شک ہم نے امریکا اور روس کے خلاف جہاد کے فتوے دیئے اور اب بھی قائل ہیں، لیکن حیران ہوں کہ مسلمان ملک کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟ پاکستان کے خلاف جہاد کے مغالطے سے جتنا جلدی باہر نکل آئیں بہتر ہے۔‘‘

مفتی تقی عثمانی صاحب کے اس دو ٹوک بیان کے بعد جو لوگ پاکستان میں مسلح جدوجہد کے ذریعے بے گناہوں کا قتل عام کرتے ہیں اور اسے اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں انھیں ہوش کے ناخن لینا چاہئیں۔ یہ اسلام کی خدمت نہیں انسانیت دشمنی، اسلام بیزاری اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے۔ جو کسی صورت جنت میں نہیں لے جا سکتا، بلکہ جہنم کا ایندھن بنائے گی۔ ’’پیغامِ پاکستان‘‘ کے نام سے ملک کے 1800 علماء نے دہشت گردی کے خلاف فتویٰ دے رکھا ہے۔

میں آخر میں پاکستان کی سیاسی قیادت کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان تین بڑے چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے، معاشی چیلنج، سیاسی چیلنج اور دہشت گردی کا چیلنج۔ تاریخ میں ایسی بدترین صورتحال شاید ہی پہلے کبھی ہوئی، جو آج ہمارے سامنے ہے۔ بدقسمتی سے سیاسی قیادت معاملات کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے اقتدار کی رسہ کشی میں لگی ہوئی ہے۔ خدا کے بندو! پہلے ملک بچا لو، پھر اپنی سیاست کرتے رہنا۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ملک کو خطرات سے نکالنا ہے۔

اگر سیاسی قیادت بلیم گیم سے باہر نکل کر ملک وقوم کے لیے سر جوڑ کر نہ بیٹھی تو قوم انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ یہ کوئی معمولی سانحہ نہیں ہے، ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شہداء کے لواحقین کا خیال رکھے، ان کے خاندان کی کفالت کا معقول بندوبست کرے۔ جہاں تک خیبر پختونخوا پولیس کی کارکردگی اور فرض شناسی کا تعلق ہے، یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نامساعد حالات میں بھی میرے صوبے کی پولیس نے فرض شناسی کی لازوال داستانیں رقم کی ہیں۔

خیبر پختونخوا پولیس نے گزشتہ دس پندرہ سال کے دوران فرض کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے دو ہزار سے زائد اہلکاروں کی قربانی دی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان قربانیوں کے ساتھ ساتھ پولیس اہلکاروں کے جان و مال اور خاص کر ان کے اہل و عیال کے تحفظ کے لیے کوئی قابل عمل لائحہ عمل بھی تشکیل دیا جائے گا یا پھر ان کی ان بے تحاشا قربانیوں کی واہ واہ پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ خیبر پختونخوا پولیس کا شمار دنیا کی ان چند بہادر پولیس فورسز میں ہوتا ہے جو عالمی سطح پر اپنی بہادری کی دھاک بٹھا چکی ہیں۔

ہماری جواں مرد پولیس نے پچھلی ایک دہائی کے دوران دہشت گردوں کا جس پامردی سے مقابلہ کیا ہے، اس پر نہ صرف کے پی کے پولیس بجا طور پر فخر کر سکتی ہے بلکہ اس جرأت اور بہادری پر صوبے کے عوام کو بھی ناز ہے۔ ریاست کو بھی اس بہادر پولیس کا خیال رکھنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲؍فروری ۲۰۲۳ء)

’’صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة‘‘ زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

# حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جوشخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

عمرو بن جموح کا شمار دور جاہلیت میں یثرب کے زعما میں ہوتا تھا۔ وہ قبیلہ بنوسلمہ کے ہردل عزیز سردار، مدینے کے مشہور صاحب جود و سخا اور اصحاب ثروت میں سے تھے، زمانۂ جاہلیت میں اشراف کی یہ امتیازی شان سمجھی جاتی تھی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے لئے خاص طور سے الگ الگ بت اپنے گھر میں رکھتا تھا کہ ہر صبح و شام اس سے برکت حاصل کرے۔

موسم حج میں اس کی خوشنودی حاصل کرے اور اظہار عقیدت کے طور پر اس کے لئے جانور ذبح کرے اور مصیبت اور پریشانی کی گھٹن گھڑیوں میں اس سے امن و پناہ کی درخواست کرے۔ اس وقت کے رواج کے مطابق عمرو بن جموح کے پاس بھی ایک بت تھا جس کا نام ’’مناۃ‘‘ تھا۔ اس کو انہوں نے بہت قیمتی اور نفیس لکڑی سے بنایا تھا۔ عمرو بن جموح اس سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے اس کے رکھ رکھاؤ کا بڑا اہتمام کرتے، اس کی دیکھ ریکھ کے لئے برابر فکر مند رہتے اور ہمیشہ اس کو نفیس ترین خوشبو سے معطر کئے رکھتے تھے۔

آفتاب اسلام کی شعاعیں جس وقت مبشر اول جناب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے یثرب کے ایک ایک گھر پر ضوفگن ہو رہی تھیں، عمرو بن جموح کی عمر ساٹھ سے متجاوز ہو چکی تھی اور اس وقت ان کے تینوں بیٹے معاذ، معوذ خلاد رضی اللہ عنہم اور ان کے ایک ہم جولی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے، اس کے علاوہ ان تینوں بیٹوں کے ساتھ ان کی ماں ہند بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی تھیں لیکن عمرو بن جموح اس سے بالکل بے خبر تھے۔

عمرو بن جموح کی بیوی نے دیکھا کہ اہل یثرب کی بڑی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ان کے شوہر اور معدودے چند لوگوں کے سوا قبائل کے سربرآوردہ سرداروں میں سے کوئی بھی اب شرک پر باقی نہیں رہ گیا۔ ہند اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرتی اور ان کا بہت زیادہ احترام کرتی تھیں اور ان کے متعلق اس بات سے ڈرتی تھیں کہ اگر انہوں نے کفر کو نہیں چھوڑا اور اسی حال میں ان کو موت آ گئی تو جہنم کے حق قرار پائیں گے۔ ادھر عمرو بن جموح اپنے لڑکوں کے متعلق یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ کہیں یہ لوگ آباء واجداد کے دین کو چھوڑ کر اس داعیٔ اسلام مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی پیروی نہ اختیار کر لیں جس نے قلیل مدت میں بہت سے لوگوں کو ان کے دین سے پھیر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل کر لیا ہے۔ اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے اپنی بیوی سے کہا:

’’ہند! دیکھو اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تک ہم کسی فیصلے پر نہ پہنچ جائیں تمہارے لڑکے اس شخص سے ملنے نہ پائیں۔‘‘

’’میں اس کا خیال رکھوں گی‘‘ ہند نے کہا: ’’لیکن کیا آپ پسند کریں گے کہ اپنے بیٹے معاذ سے وہ باتیں سن لیں جو اس شخص سے سن کر بیان کر رہا ہے۔‘‘

’’تمہارا بھلا ہو کیا وہ میری لاعلمی میں اپنے دین سے پھر گیا ہے؟‘‘ عمرو بن جموح نے پوچھا۔ نیک بیوی کو ان کے اوپر ترس آیا اور انہوں نے

جواب دیا: ”نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اس داعی کی مجلس میں شامل ہوا تھا اور وہاں اس نے اس کی کچھ باتیں سن لی ہیں۔“

عمرو نے کہا: ”اس کو میرے پاس بلاؤ اور جب معاذ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ”یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اس میں سے کچھ باتیں مجھے سناؤ“ یہ سن کر بیٹے نے باپ کو کلام الٰہی کے یہ دل نشین بول پڑھ کر سنائے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمینo الرحمن الرحیمo ملك یوم الدین ایاك نعبد وایاك نستعینo اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھمo غیر المغضوب علیھم ولا الضالینo (الفاتحہ:۱-۷)

ترجمہ:.... ”شروع کرتا ہوں اس اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا رب ہے۔ جو رحمان ورحیم اور روز جزا کا مالک ہے۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ! صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔ ان لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام فرمایا جو نہ تیرے غضب کے مستحق ہیں نہ گم کردہ راہ۔“

عمرو بڑے غور و انہماک کے ساتھ اپنے بیٹے کی زبان سے ادا ہونے والے ان دلنشین بولوں کو سنتے رہے پھر انہوں نے سر اٹھایا اور بیٹے سے مخاطب ہوئے: ”کتنا خوب صورت اور حسین ہے یہ کلام۔ کیا اس کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟“

اس کا کلام اس سے بھی خوبصورت ہے۔

معاذ نے کہا: ”ابا جان! کیا آپ اس کی بیعت کرنا پسند کریں گے؟ آپ کا پورا قبیلہ اس کی بیعت کر چکا ہے۔ یہ سن کر بڑے میاں تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر بولے ”مناۃ“ سے مشورہ کئے بغیر میں ایسا نہیں کرسکتا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے کیا رائے دیتا ہے؟“

”ابا جان! مناۃ اس سلسلے میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ تو لکڑی کا ایک بے جان ٹکڑا ہے۔ سننے، سمجھنے اور بولنے کی صلاحیت سے محروم“ نوجوان معاذ نے حقیقت کی نشاندہی کی۔

”میں کہہ چکا ہوں کہ اس سے رائے لئے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔“ بڑے میاں نے غصے سے تیز ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد عمرو بن جموح وہاں سے اٹھ کر مناۃ کے پاس پہنچے۔ (اہل جاہلیت کا معمول تھا کہ جب وہ کسی بت سے بات کرنا چاہتے تھے تو اس کے پیچھے کسی بوڑھی عورت کو کھڑا کر دیتے اور وہ ان کے زعم باطل کے مطابق جو بات اس بڑھیا کے دل میں ڈالتا وہی کہتی تھی) اور اس کے سامنے اپنے سیدھے اور تندرست پاؤں کے بل پر کھڑے ہو گئے۔ ان کا ایک پاؤں لنگڑا تھا۔ پہلے تو انہوں نے بت کی بہترین حمد وثناء کی۔ پھر بولے: ”مناۃ! تجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ داعی جو مکے سے ہمارے یہاں پہنچا ہے وہ تیرے علاوہ کسی اور کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ وہ صرف اس لئے یہاں آیا ہے کہ ہم کو تیری عبادت سے روک دے اور میں اس کی اچھی باتیں سن چکنے کے باوجود ان کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، جب تک تم سے مشورہ کرلوں تو تم مجھے اس سلسلے میں مناسب مشورہ دو“، لیکن جب مناۃ نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تو عمرو نے کہا کہ ”شاید تم ناراض ہو گئے ہو اور میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گا جو تمہارے لئے باعث اذیت ہو۔ خیر کوئی بات نہیں۔ میں تم کو چند روز کی مہلت دیتا ہوں تا کہ تمہارا غصہ دور ہوجائے....“

عمرو بن جموح کے لڑکے مناۃ کے ساتھ اپنے باپ کے غیر معمولی تعلق خاطر کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ان کو یہ بات بھی خوب معلوم تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان کے لئے ایک جزو لازم بن چکا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کو اس بات کا اندازہ بھی ہو گیا تھا کہ ان کے دل میں اس کی عقیدت و نیاز مندی کی بنیاد متزلزل ہو رہی ہے۔ اب یہ ان کا کام ہے کہ اس کی عقیدت کو ان کے دل سے پورے طور پر نکال دیں۔ ان کو ایمان کی طرف لانے کی ہی ایک شکل تھی۔

عمرو بن جموح کے لڑکے رات کی تاریکی میں اپنے دوست معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مناۃ کے پاس پہنچے اور اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر بنوسلمہ کے اس گڑھے پر لے گئے جس میں وہ کوڑا کرکٹ اور گندگی ڈالتے تھے۔ لڑکے اس کو گڑھے میں پھینک کر گھر لوٹ آئے اور اس کارروائی کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ صبح کو جب عمرو اپنے بت کے پاس اظہار عقیدت کے لئے پہنچے تو اسے اپنی جگہ سے غائب پایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے گھر والوں سے کہا: ”تم لوگوں کا برا ہو۔ آج رات میرے معبود کے ساتھ کس نے زیادتی کی ہے“، لیکن کسی نے ان کی اس بات کا

کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ گھر کے اندر اور باہر اس کو تلاش کرتے پھرے، وہ شدت غضب میں چیخ چیخ کر گھر والوں کو دھمکی دیتے رہے اور آخر کافی تلاش کرنے کے بعد وہ ان کو گڑھے میں منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا مل گیا۔ انہوں نے اسے وہاں سے نکالا، اسے دھو کر صاف کیا اور خوشبو لگا کر دوبارہ اس کی جگہ پر رکھتے ہوئے بولے: ''اللہ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تمہارے ساتھ کس نے یہ حرکت کی ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا۔''

دوسری رات بھی لڑکوں نے مناۃ کے ساتھ وہی حرکت کی جو پچھلی رات کر چکے تھے۔ صبح کو جب بڑے میاں نے اسے تلاش کیا تو اسی گڑھے میں گندگی میں ملوث پایا۔ آج بھی انہوں نے اس کو وہاں سے باہر نکال کر دھویا اور خوشبو لگا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ لڑکے ہر رات اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے رہے یہاں تک کہ جب عمرو بن جموح ان کی اس حرکت سے بالکل تنگ آ گئے تو رات سونے سے پہلے اس کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس کی گردن میں لٹکاتے ہوئے بولے:

''اے مناۃ! اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ تیرے ساتھ یہ حرکت کون کرتا ہے اگر تیرے اندر ذرا بھی خیر ہو تو اپنا دفاع کر، یہ تلوار تیرے پاس ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اپنی خواب گاہ میں چلے گئے اور جب لڑکوں کو اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ بڑے میاں گہری نیند میں پہنچ کر گردوپیش سے بے خبر ہو چکے ہیں تو وہ جھٹ پٹ بت کے پاس پہنچے انہوں نے اس کی گردن میں پڑی ہوئی تلوار نکال لی اور اس کو گھر کے باہر لے گئے۔ اب کی بار انہوں نے ایک مردہ کتے کو اس کے ساتھ باندھ دیا اور دونوں کو بنو سلمہ کے اسی گڑھے میں پھینک دیا جس میں گندگی اور غلاظت بھری ہوئی تھی۔ صبح کو جب بڑے میاں سو کر اٹھے اور بت کو اپنی جگہ موجود نہیں پایا تو اس کی تلاش میں نکلے اور حسب معمول اس کو اسی گڑھے میں اس حال میں منہ کے بل پڑا ہوا پایا کہ اس کے ساتھ ایک مردہ کتا بندھا ہوا تھا اور تلوار اس سے چھین لی گئی تھی۔ اب کی بار انہوں نے اس کو گڑھے سے نہیں نکالا بلکہ جہاں انہوں نے اسے پھینکا تھا وہیں چھوڑ دیا اور بولے:

''واللہ لو کنت الھا لم تکن انت وکلب وسط بئر فی قرن۔''...

ترجمہ:... اللہ کی قسم! اگر تو واقعی معبود ہوتا تو تُو کتے کے ساتھ بندھا ہوا گڑھے میں نہ پڑا ہوتا'' پھر اس کے بعد انہیں اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیر نہ لگی۔'' (عمرو بن جموح کے قبول اسلام کا واقعہ مختصراً سیرۃ ابن ہشام، ص: ۲۲۱، ۲۲۲ پر مذکور ہے۔ نیز دیکھئے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (۱:۴۳۹، ۴۴۰))

جب جناب عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے حلاوت ایمان کا مزہ چکھ لیا تو اپنی عمر کے اس ایک ایک لمحے پر پریشانی اور ندامت کا اظہار کرنے لگے جو شرک کی حالت میں گزرا تھا ایمان لانے کے بعد وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ نئے دین کی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے نفس، اپنے مال اور اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے لئے وقف کر دیا۔

جناب عمرو بن جموح کے مشرف بہ اسلام ہونے کے کچھ عرصے کے بعد احد کا معرکہ پیش آیا۔ انہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو دشمنان الٰہی سے مقابلہ کی تیاریاں کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ انہیں صبح و شام بپھرے ہوئے شیروں کی طرح آتے جاتے دیکھتے۔ ان کے چہرے دولتِ شہادت اور رضا الٰہی کے حصول کے شوق میں جگمگا رہے تھے۔ اس صورت حال نے ان کے اندر بھی جوش وحمیت کو ابھار دیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا تہیہ کر لیا۔ لیکن ان کے لڑکے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے پر متفق الرائے ہو گئے۔ کیونکہ وہ ایک سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں شدید لنگ تھا اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں شرکت جہاد سے معذور قرار دیا تھا۔ ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ: ''ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے۔'' جناب عمرو رضی اللہ عنہ ان کی اس بات سے سخت ناراض ہوئے اور ان کی شکایت کرنے کے لئے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہ بیٹے مجھے اس خیر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں لنگڑا ہوں اور معذور ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونا میرے لئے ضروری نہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس ٹانگ سے جنت میں داخل ہوں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ ذوق وشوق دیکھا تو ان کے لڑکوں سے فرمایا کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شہادت عطا فرمائے۔ چنانچہ ان کے لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خاموش ہو گئے۔ جب مجاہدین کی روانگی کا وقت

آیا تو جناب عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے ملے اور ان سے اس طرح رخصت ہوئے جیسے انہیں واپس نہیں آنا، اس کے بعد انہوں نے قبلہ رو ہو کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور دعا کی:

”اللھم ارزقنی الشھادۃ ولا تردنی الی اھلی خایبا۔“

ترجمہ:... ”اے اللہ! مجھے شہادت کی دولت نصیب فرما۔ اے اللہ! مجھے ناکام اور نامراد اور شہادت سے محروم کر کے واپس نہ کر۔“

پھر وہ اس شان سے میدان جہاد کی طرف روانہ ہوئے کہ ان کے تینوں لڑکے اور ان کے قبیلہ بنوسلمہ کی ایک کثیر تعداد نے انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور جب معرکہ کارزار گرم ہوا اور مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے تو یہ عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ جناب عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنی تندرست ٹانگ سے کودتے ہوئے مسلمانوں کی اس اگلی جماعت میں شامل ہو گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آگے بڑھی تھی۔ اس وقت تمنائے شہادت لفظوں کی شکل میں ان کے لبوں پر چل رہی تھی۔

”انی لمشتاق إلی الجنۃ انی لمشتاق إلی الجنۃ۔“

ترجمہ:... ”میں جنت کا مشتاق ہوں میں جنت کا مشتاق ہوں۔“

اس وقت ان کے ایک صاحبزادے جناب خلاد رضی اللہ عنہ عقب سے ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ دونوں باپ بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے مشرکین سے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ دونوں میدان جنگ میں شہید ہو کر گر پڑے اور دونوں کی شہادت کے درمیان چند لمحات سے زیادہ کا وقفہ حائل نہ تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد حدیث:۲۷۹۷، کتاب الذبائح حدیث: ۵۳۳، صحیح مسلم کتاب الجہاد حدیث: ۳۰۴۱، سنن ترمذی ابواب فضائل الجہاد حدیث:۱۶۵۶)

جب جنگ ختم ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہداء احد کی تجہیز وتکفین کے لئے کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ انہیں ان کے خون اور زخموں سمیت ہی دفن کر دو میں ان کا گواہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اللہ کی راہ میں زخمی ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ زخموں سے اس کا خون جاری ہوگا اس خون کا رنگ زعفرانی اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ پھر فرمایا: ”عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی دفن کرنا۔ یہ دونوں اس دنیا میں ایک دوسرے کے نہایت گہرے اور مخلص دوست تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۸۶، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مولفہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ۲ ص ۶۶)

اللہ تعالیٰ جناب عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ شہداء احد سے راضی ہو اور ان کی قبروں کو نور سے بھر دے، آمین یارب العالمین۔

## ماسٹر خواجہ عزیز الرحمٰن صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

ماسٹر عزیز الرحمٰن خواجہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کے بچوں کے ماموں تھے۔ لاہور سینٹرل گورنمنٹ کے اسکول آرائے بازار میں کافی عرصہ ٹیچر رہے۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک راقم الحروف لاہور میں مبلغ رہا تو اپنے اسکول اور آرائے بازار میں ہفت روزہ ختم نبوت کی ایجنسی ان کے نام تھی۔ ہفت روزہ اپنے احباب ورفقاء کو تقسیم کرتے تھے۔ اپنے ہیڈ ماسٹر سے مل کر اسکول کے طلبہ میں اسمبلی کے وقت راقم کے بیانات کراتے۔ پھر لاہور سے ملتان کینٹ کے ایک اسکول میں تبادلہ کر دیا۔ کچھ عرصہ سے ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے تھے۔ ذاکر شاکر انسان، اصلاحی تعلق ہمارے حضرت بہلوی ثانیؒ (حضرت مولانا عبدالحیٔ بہلویؒ) سے تھا۔ لاہور میں شیرانوالہ گیٹ کی خانقاہ میں ہر جمعرات مجلس ذکر میں تشریف لے جاتے۔ سیاسی طور پر آپ کا تعلق حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی جمعیت سے تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے طلبہ کو لکھنا، پڑھنا سکھانے کی ڈیوٹی لی ہوئی تھی، جب بھی ملاقات ہوتی تو راقم ان سے درخواست کرتا کہ لاہور والی ختم نبوت کی ڈیوٹی سنبھال لیں جواب میں کہتے کہ ختم نبوت کا کام جمعیت کے پلیٹ فارم سے کر رہا ہوں۔ سوشل میڈیا سے معلوم ہوا کہ مرحوم ۳۱ر دسمبر ۲۰۲۲ء کو انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے برادر نسبتی ہمارے شجاع آباد کے عظیم عالم حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ نے پڑھائی اور انہیں محمد پور بستی ملوک روڈ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# مجدد کی تعریف اور اس کی ضرورت!

حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مدظلہ، ابوظہبی

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات الٰہیہ میں مجدد کی تعریف میں فرماتے ہیں: مجدد وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کے علم میں خاص مقام عطا فرمایا ہو اور اس کو وقار اور سکینت سے مزین کیا ہو، وہ حرام و وجوب، مکروہ، استحباب واباحت سب کو ان کے مقامات پر رکھے، شریعت کو احادیث موضوعہ سے اور غلط قیاس کرنے والوں کے قیاس سے پاک صاف فرمادے، وہ ہر افراط وتفریط سے پاک کرے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف لوگوں کے قلوب کو متوجہ کردے، اس سے لوگ آکر اپنی علمی پیاس بجھائیں، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں: ’’مائۃ‘‘ کا لفظ تخمین کے لیے ہے تعیین کے لیے نہیں ہے، پھر اس کا اعتبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے کیا جائے گا، مجددیت سے سب سے قریب قدماء محدثین کی جماعت ہے جن میں امام بخاری و امام مسلم اور ان جیسے محدثین شامل ہیں۔ (التفہیمات الالٰہیہ، ۱/۴۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’إن اللہ یبعث لھذہ الأمۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا‘‘ أخرجہ أبوداود (۴۲۹۱) (اس حدیث کی تخریج حاکم نے مستدرک (۴/۵۲۲، حدیث نمبر ۸۵۹۲) اور طبرانی نے المعجم الاوسط (۶۵۲۷) میں کی ہے، اس کی مزید تفصیلات بذل المجہود (۱۲/۳۶۶) کے حاشیہ میں موجود ہے۔

عام طور پر لوگوں کے ذہن میں اس طرح آتا ہے کہ ’’من‘‘ سے مراد علماء امت سے کوئی ایک شخصیت ہوگی جو اپنے زمانے میں دین کی تجدید ونصرت میں امتیازی شان رکھتی ہوگی، اسی طرح سنت کو رائج کرنے اور اس کو طاقت پہنچانے میں اور بدعت کا قلع قمع کرنے میں اور اس کے راستے بند کرنے میں غیر معمولی کام انجام دے گی، وہ علم دین کی اشاعت کرے گا ان کارناموں کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے یہ مقرر کیا کہ فلاں شخصیت پہلی صدی کی مجدد ہے، لیکن صاحب جامع الاصول نے لفظ ’’من‘‘ کو ایک شخص کے بجائے پوری جماعت پر اطلاق کرنے کو بہتر قرار دیا اور کہتے ہیں: گرچہ لفظ ’’من‘‘ واحد وجمع دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، اس لیے مجدد کا اطلاق صرف فقہاء ہی پر نہیں بلکہ اس سے قرأ و محدثین وزہاد وغیرہ بھی مراد لیے جائیں گے، ان میں سے جس عالم نے اپنے فن میں غیر معمولی خدمت کی ہو، صحیح وسنت کا راستہ پیش کیا ہو، لیکن اگر اس کو تمام عالم کے لیے عام کردیا جائے کہ ہر زمانے میں ایک مجدد یا کئی مجددین رہتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ’’علی رأس کل مائۃ سنۃ‘‘ ہر صدی کے اخیر میں، اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ مدت ختم ہوجانے کے بعد دوسرا مجدد آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے، لہٰذا اس دین کی بقاء کے لیے قیامت تک محفوظ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظامات کردیئے گئے ہیں اور امت اسلامیہ کو اس پیشین گوئی کے ذریعہ آگاہ کرکے مطمئن کردیا گیا، بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن کریم میں ہے، بعض کی احادیث صحیحہ میں، چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کی ایک کڑی ہے جس کا تذکرہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علماء نے مستقل تصانیف رقم کی ہیں، حافظ ابن حجرؒ کی کتاب: ’’الفوائد الجمۃ فیمن یجدّد الدین لھذہ الأمۃ‘‘ اور علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب ’’التنبئۃ بمن یبعثہ اللہ علی رأس کل مائۃ‘‘ موجود ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہورہا ہے کہ ہر صدی کے شروع یا اخیر میں مجددین پیدا ہوں گے تو درمیانی صدی میں کیا ہوگا، اس میں اگر باطل پرست اسلام کے خلاف سازش کرنے لگیں یا بدعتوں کو پھیلانے لگیں اور سنتوں کو مٹانے لگیں، حدیث شریف میں آیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں بھی اس مجدد کے تلامذہ اور اس سے وابستہ جماعت باقی رہے گی جو دین کی حفاظت کی ذمہ

داری ادا کرتی رہے گی: ’’لاتزال طائفۃ من أمتی ظاھرین علی الحق لا یضرّھم من خذلھم‘‘ (صحیح مسلم: ۱۹۲۰) یعنی ہر زمانے میں ایک جماعت موجود رہے گی جو دین کی حفاظت کرتی رہے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدی کے اندر بھی سلف کے خلف یعنی جانشین موجود رہیں گے، صدی کے اندرونی حصے اور درمیانی حصے میں کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوگا کہ امت کے سلف کے نمونہ نہ ملیں بلکہ ضرور ملیں گے جو مؤید من اللہ ہیں جیسا کہ حدیث بالا سے ثابت ہے۔ یہ اس نبی کی امت ہے جس کے دین کی بقاء کا قیامت تک وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {إنا نحن نزلنا الذکر وإنا له لحافظون} [الحجر: ۹] ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں تو جس طرح شریعت کو آپ پر ختم کر دیا گیا تو ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسی شخصیتیں پیدا کرتا رہے گا جو دین کے چشمۂ صافی کو گردوغبار سے صاف کر کے اصلی صورت میں باقی رکھے گا، اس لیے جس زمانے میں مجدد یا مصلح کی ضرورت ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ پیدا کرتا رہا ہے، وہی اس دین کا محافظ و پاسبان ہے اس پر اسلام کی تاریخ شاہد ہے۔

ایک حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ’’یحمل ھذا العلم من کل خلفٍ عدولہ، یَنْفُونَ عنه تحریفَ الغالین، وانتحالَ المبطلین، وتأویلَ الجاھلین‘‘ أخرجه البیھقی (۱۰/۲۰۹) ترجمہ: اس علم کے ہر نسل میں ایسے عادل ومتقی حامل و وارث ہوں گے جو اس دین سے غلو پسند لوگوں کی تحریف، اہل باطل کے غلط انتساب ودعوے اور جاہلوں کی دور از کار تاویلات کو دور کرتے رہیں گے، یعنی اسلام کو تحریف وغلط انتساب، جاہلانہ تاویلات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گے، یہ سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے ہر صدی اور عالم اسلام کے بڑے بڑے ملکوں میں جاری ہے۔

بیشک جتنا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے دور ہوتا جائے گا وہ پہلے کے مقابلے میں بدتر زمانہ ہوگا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت وارد ہے: ’’لا یأتی علی أمتی زمان إلا الذی بعدہ شرّ منه‘‘ صحیح بخاری (۷۰۶۸) میری امت پر جو زمانہ آئے گا اس سے گزرے ہوئے زمانے سے بدتر ہوگا۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: آنے والے سالوں میں کوئی ایسا سال نہیں ہوگا جس میں لوگ بدعت جاری کریں گے، سنتیں مٹائیں گے اور بدعت کو زندہ کریں گے؛ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ ان بدعتوں کو مٹانے کے لیے اور اسلام پر جو گردوغبار آجائے گا اسے صاف کرنے کے لیے مجددین و مصلحین پیدا کرتا رہے گا۔ (المعجم الکبیر (۵۰/۴)، رقم: ۱۱۹۶۲)۔

ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں یہ فرماتے ہیں: المراد ’’بمن یجدّد‘‘ سے شخص واحد نہیں ہے، بلکہ ان سب کی ایک جماعت مراد ہے؛ بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجددین کی ایک جماعت ایک ہی زمانے میں موجود رہے۔ ان میں سے ہر شخص کسی شہر میں علوم شرعیہ میں سے کسی خاص فن کی تجدید کرتا ہو اور علوم شرعیہ میں سے جس کی ضرورت تھی تحریراً یا تقریراً رواج دے رہا ہو اور یہ شخص علوم شرعیہ کے بقاء کا سبب بن جائے تا کہ دین کمزور نہ ہو سکے اور نہ کوئی مٹا سکے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے۔

بیشک دین کی تجدید اپنے زمانے کے لحاظ سے ہوتی رہی ہے؛ کیونکہ علم شرعی زوال پذیر ہے اور جہالت میں اضافہ وترقی ہے، زمانہ میں علماء کی ترقی کا معیار زمانے میں علم کے زوال سے وابستہ رہے گا، بیشک متقدمین اور متاخرین کے علم و فضل اور تحقیق وتدقیق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بُعد زمانہ کی وجہ سے بہت دوری رہے گی۔ متقدمین کے فضل ومقام کا اعتراف کرنا اور ان کی برکات کو تسلیم کرنا ضروری ہے، انہوں نے ہمارے لیے علوم شرعیہ کو محفوظ کر دیا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۵۰۷/۱)

لیکن اس زمانے کے لحاظ سے مجددین و مصلحین کا سلسلہ باقی رہے گا۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے ابو داؤد شریف کی تقریر جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے سن کر نقل کی ہے اس میں یہ فرمایا: قولہ: ’’من یجدّد لھا دینھا‘‘ یعنی اس امت میں کچھ خاص افراد ہوں گے جو دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیں گے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی ایک ہی شخص ہوگا اگر چہ یہ بھی بعض علماء کی رائے ہے، کیوں کہ ہماری توجیہ کے مطابق بہت سے ایسے افراد اس امت میں گزرے ہیں جو تجدید دین کے شرف سے مشرف ہیں، ان میں سے کسی کی تجدید دین کسی ایک ہی نوع میں ہے مثلاً بہت سے ایسے محدث ہیں جنہوں نے علم حدیث میں کارنامہ انجام دیا، لیکن فقہ میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے اور بہت سے ایسے افراد ہیں جن کا

کارنامہ مشہور ہے انہوں نے تجدیدی کام انجام دیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی شہرت اور ان کا فیض عالمی ہو۔ لیکن جو بات ہم کہہ رہے ہیں اس سے یہ بات سہل ہے کہ کلمہ ''من'' سے ایک شخص مراد نہیں ہے، ہاں اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کبھی ایک شخص کی تاثیر باطنی غیر معمولی ہو اس کا فیض عام ہو جس کا ہمیں احساس نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مختلف ملکوں میں ہر صدی میں ایک ایک مجدد پیدا ہوں۔ (بذل المجهود: ۱۲/ ۷،۳۳۸،۳۳)۔

دین کی تجدید یہ امر اضافی ہے؛ کیونکہ علم میں ہر ساعت تنزلی ہے اور جہل میں ہر ساعت ترقی ہے، ہمارے زمانے کے علماء کی ترقی کا اسی اعتبار سے لحاظ کیا جائے گا جس طرح سے علم میں گراوٹ ہے اس دور کے اعتبار سے ان کے تجدیدی کام کا اعتبار کیا جائے گا جیسے روشنی کے مرکز سے جتنی دوری ہوگی اسی لحاظ سے اندھیرا نظر آئے گا جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہو رہا ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے لیکن جیسا کہ ہم نے بتایا کہ محققین کے یہاں لفظ ''من'' میں عموم ہے، اس سے ایک دو اور چند بھی سمجھے جاسکتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں کئی بزرگوں کو مجدد مانا جائے اور حدیث ''علی رأس کل مائة سنة'' ہر صدی کے سرے پر، ابتدا اور انتہا دونوں پر بولا جاتا ہے۔ صدی کے سرے پر مجدد کی پیدائش کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اس کے تجدیدی مشن کا آغاز ہوتا ہے، جیسے حدیث میں بعث کے لفظ سے بتایا گیا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے ۴۰ سال بعد مبعوث ہوئے اور اس کا واضح کرنا ضروری ہے کہ حدیث کا لفظ ''یجدّد'' دین سے رسوم وبدعات اور فسادات کو دور کر کے اصل دین کو چمکا دے گا، اس لیے مجدد کی بڑی پہچان یہ ہے کہ خواص اس کو پہچان لیں اور عوام علماء کے بتانے سے جان لیں، اس کی تعلیم وتلقین، جدوجہد اور اس کے کارنامے خود شہادت دیں گے کہ یہ مجدد ہیں۔

## ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہاں جو شبہ پیدا ہوتا تھا کہ ہر صدی کے شروع یا اخیر میں ایک مجدد آئے گا اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا گیا ہے، ہوسکتا ہے درمیان صدی میں کوئی مجدد آجائے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''مائة سنة'' کی قید تخمین ہے تعیین نہیں ہے، مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد مانا گیا ہے درآنحالیکہ ان کی وفات ۱۱۷۶ھ میں اور حضرت سید احمد شہید کی ولادت ۱۲۰۱ھ اور شہادت ۱۲۴۶ھ میں ہے، بعض اکابر نے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو مجدد مانا ہے یہ دونوں حضرات بھی صدی کے اندر ہیں گرچہ جمہور علماء کی شہادت یہ ہے کہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ مجدد ہیں اور ان کے اصحاب وخلفاء ان کے تجدیدی کارنامے میں شریک ہیں، اس طرح کی تفصیلات تاریخ اسلام میں ملتی ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں۔

## نبی اور مجدد کی دعوت میں فرق:

نبی اور مجدد کی دعوتوں میں نوعیت کا فرق ہے، نبی ہر شخص کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، نبی پر ایمان لانا جزء ایمان ہے جس کے بغیر کوئی مومن نہیں ہوسکتا لیکن مجدد اپنی شخصیت کی دعوت نہیں دیتا یہاں تک کہ مجدد کو مجدد ماننا ایمان کا ادنیٰ جزء بھی نہیں ہے، اس لیے نبی کو اپنا نبی ہونا یقینی اور قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے اس کو اللہ کی تعلیم وحی کے ذریعے دی جاتی ہے، مجدد کا اپنا مجدد ہونا ظن اور تخمین سے زیادہ معلوم نہیں ہوتا، بلکہ اگلے زمانے کے مجددین کا مجدد ہونا بالعموم ان کی وفات کے بعد ان کے کارناموں اور مساعی سے خواص امت پر ظاہر ہوا اس کے بعد لوگوں نے مانا۔ البتہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ان کا منصب نبوت اللہ کی طرف سے وہبی ہوتا ہے جس کے لیے غیبی انتخاب سے افراد چنے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے لیے بعث من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے، جیسے: {هو الذی بعث فی الأمیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته} الآیۃ (سورۃ الجمعۃ، آیت: ۲) ٹھیک اسی طرح حدیث نبوی نے مجددین کے لیے بھی بعث من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اصل ہے اور تجدید اس کا ظل ہے، یہاں الہام قطعی ہے اس کو وحی کہتے ہیں وہاں ظنی ہے، نبی کا منکر خارج عن الاسلام ہے مجدد کا منکر خارج عن الصلاح والتقویٰ ہے، مجدد علم اور عمل کے لحاظ سے نبی کا سایہ، اخلاق وعمل کے اعتبار سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے، بہر حال مجددیت نبوت کا ایک نہایت روشن ودرخشاں پرتو ہے۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی، ارشادات حضرت قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ: جلد (۱/ ۱۴۶)۔

امت میں مختلف ادوار وزمانہ گزرتے رہے ہیں جس قسم کے فتنوں کا ظہور ہوتا رہا اس قسم کے اصلاحی طریقوں کے لیے مجددین مبعوث ہوتے رہے، بہر حال ہر مجدد کے متعلق ان کے کارناموں کو دیکھ کر کہ ان کی تعلیم وتلقین کس قدر موثر اور مفید ہوئی

جس سے اس کی شخصیت کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

چنانچہ پہلی صدی کے خاتمہ کے مجدد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱ھ، دوسری صدی کا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ متوفی ۲۰۴ھ کو مجدد مانا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجدد میں سارے خیر کی صفات کا جمع ہونا ضروری نہیں، یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی شخص میں سارے کمالات پائے جائیں، اس سے مستثنیٰ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں جو سارے صفات کے حامل تھے، وہ پہلی صدی میں حکومت کے امیر المؤمنین تھے، عدل وانصاف کا نظام قائم کیا تھا، ان کے بعد امام شافعیؒ کا دور آیا اگرچہ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف تھے لیکن وہ کسی حکومت کے حاکم نہیں تھے کہ جہاد کا حکم دیتے اور عدل کا نظام قائم کرتے۔ علی کل حال جس کسی شخص میں کوئی ایک صفت ان صفات میں سے پائی جائے جو مجدد کے لیے بتائی گئی ہیں اس کا شمار بھی مجددین میں ہوگا خواہ ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں۔

ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ہیں اور گیارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ ان کے بعد ایک جماعت نے حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کو اس منصب کا اہل تسلیم کیا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اس صدی کے مجدد ہیں، واللہ اعلم۔ ✪✪

---

## حاجی فیض بخش فوجی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی فیض بخشؒ ہمارے والد صاحبؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ان کے بڑے بھائی حاجی محمد بخشؒ ہمارے پھوپھا تھے۔ قاری محمد رمضان مکیؒ موخر الذکر کے فرزند ارجمند تھے۔ قاری محمد بلال مکی سلمہ قاری محمد رمضان مکیؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان حضرات کی رہائش قصبہ مڑل سے مشرق کی طرف چاہ بڑو والا پر تھی۔ چاہ بڑو والا سے چند فرلانگ پہلے یعنی قصبہ مڑل کی طرف رہائشی پلاٹ خریدے اور تمام بھائیوں نے اپنی خریدی ہوئی زمین پر رہائش رکھ لی۔

حاجی فیض بخش فوجی مرحوم پانچ بھائی تھے اور تمام صحیح العقیدہ مسلمان، ان کے ایک بھائی حاجی غلام محمدؒ لاری اڈا ملتان کی جامع مسجد میں ایک عرصہ تک موذن اور خادم رہے۔ حاجی صاحب تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ انتہائی با اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی ہنستے مسکراتے ملتے۔ ان سے آخری ملاقات عزیزم مولانا محمد ابوبکر صدیقؒ کے جنازہ پر ہوئی۔ بعد ازاں علالت کے باوجود عزیزی نعمان کی تعزیت کے لئے بھی تشریف لائے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور صالح انسان تھے۔ ہمارے بھاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی حفظہ اللہ کے سگے ماموں تھے۔

راقم کی مصروفیات کچھ اس قسم کی ہیں کہ اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں کی خوشیوں اور غموں میں شرکت سے قاصر رہتا ہوں۔ میری والدہ مرحومہ بیمار تھیں اور میں سفر پر تھا، کئی دنوں کے بعد آیا تو فرمانے لگیں کہ میں مر جاؤں گی اور تو کوئٹہ یا پشاور ہوگا۔ راقم نے کہا: امی جی! بددعا تو نہ دیں کہ میں آپ کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوسکوں۔

۲۰۲۳ء کی پہلی تاریخ کو جو خبر ملی وہ چچا فوجی فیض بخشؒ کی وفات کی تھی۔ سردی اور سفر اللہ پاک ہمارے مرحوم چچا کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کی سیئات کو حسنات سے تبدیل فرمائیں، ویسے بھی عمر کے اس پیٹے میں (تقریباً ۸۰ سال) تھے کہ اس عمر میں فرشتے سیئات نہیں بلکہ حسنات لکھتے ہیں۔ عزیزی عثمان غنی کو جنازہ میں شرکت کی تاکید کی۔

اس پر عزیزی مولانا محمد ابوبکر صدیقؒ بہت یاد آئے بلکہ اس کی یاد نے تڑپا دیا کہ جب بھی اس قسم کی کوئی خبر پہنچتی تو راقم انہیں کہتا کہ بیٹا فلاں کے جنازہ یا شادی میں شریک ہونا ہے۔ ”جی ابو“ کہہ کر شریک ہوتے۔ آج راقم اس ہونہار فرزند سے محروم ہو کر خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اس کی وفات کو پورے دو سال ہوچکے ہیں، لیکن اس کی فرمانبرداریاں، احباب و برادری کی خوشی و غمی میں شرکت اس کی خوبیاں تھیں۔ اس سے چھوٹے فرزندی عثمان غنی سلمہ ہیں اسے کہا کہ آپ جنازہ میں مع اہلیہ کے شرکت کریں۔ کیونکہ ان کی اہلیہ مرحوم کے بڑے بھائی حاجی محمد بخشؒ کی پوتی ہیں۔ چنانچہ عزیزی عثمان غنی سلمہ اس کی والدہ و اہلیہ قصبہ مڑل جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنازہ کی امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ نے کی۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں قصبہ مڑل کے مرکزی قبرستان میں بڑے بھائی حاجی محمد بخشؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# مولانا قاری خلیل احمد بندھانی رحمۃ اللہ علیہ (سکھر)

(وفات: ۲۴؍فروری ۲۰۱۵ء)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا خلیل احمدؒ جناب قاری رحیم بخش صاحب کے ہاں ۲۰؍جنوری ۱۹۴۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ قاری خلیل احمدؒ کے دادا حاجی وزیر خان جودھپور راجستھان کے علاقہ سے دہلی آ کر آباد ہوئے تھے۔ یہ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ راجپوت برادری کے وہ کڑیل بہادر نوجوان جو سیلاب کے موقع پر بڑی مہارت اور چابکدستی سے بند باندھتے تھے۔ وہ آگے چل کر بندھانی کہلائے۔ ورنہ اصل میں یہ راجپوت برادری ہی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد ان کا خاندان دہلی سے سکھر آ کر آباد ہوا۔ قاری خلیل احمد نے اپنے والد گرامی قاری رحیم بخش سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ اشرفیہ سکھر میں داخلہ لیا۔ فارسی کی کتابیں مولانا محمد احمد تھانویؒ بانی جامعہ سے پڑھیں۔ صرف ونحو کی تعلیم یہیں اشرفیہ میں ہی مولانا عبدالحلیم صاحبؒ سے حاصل کی۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ سے آپ کے خاندان کے دیگر حضرات کی طرح آپ کے والد قاری رحیم بخش صاحب کے بھی بہت اچھے تعلقات تھے۔ اسی تعلق پر ۱۹۶۱ء میں جا کر تعلیم القرآن راولپنڈی میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ نے مولانا عبدالہادیؒ، مولانا عبدالرشید ہزارویؒ، مولانا غلام مصطفیٰ مرجانیؒ ایسے حضرات سے تین سال اکتساب علم کیا۔ تلہ گنگ کے معروف قاری محمد افضل صاحبؒ سے یہیں راولپنڈی میں قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ ۶۵/۱۹۶۴ء میں ضلع اٹک گاؤں مرجان میں عربی ادب کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ میں معروف عالم ومناظر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ہاں فاضل عربی کی تیاری کے لئے کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔

۱۹۶۷ء میں جامعہ قاسم العلوم فقیروالی میں ضلع اٹک کے نامور بزرگ عالم دین اور معروف استاذ الاساتذہ مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کے ہاں درجہ مشکوٰۃ کی تعلیم حاصل کی اور پھر ۱۹۶۸ء میں دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی ولی حسنؒ، مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، مولانا فضل محمد سواتیؒ، مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، مولانا بدیع الزمانؒ ایسے یگانہ روزگار حضرات سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ اسی سال حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم مصر سے فراغت حاصل کر کے آئے تو تقریب الراوی اور العبرات ودیگر کتابیں آپ سے پڑھیں۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے صاحبزادہ مولانا قاضی احسان الحقؒ بھی آپ کے ہم سبق تھے اور یہ ایسی جوڑی تھی جو ہدایت النحو سے دورۂ حدیث شریف تک ساتھ رہی۔ جہاں گئے ایک ساتھ گئے۔ ایک ساتھ پڑھے اور ایک ساتھ فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد دورہ تفسیر حضرت شیخ القرآن کے پاس کیا۔ اگلے تعلیمی سال کے آغاز میں مولانا قاضی احسان الحقؒ اور مولانا قاری خلیل احمدؒ ایک ساتھ دارالعلوم تعلیم القرآن میں مدرس مقرر ہو گئے۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت شیخ القرآن کا آبائی ضلع، اٹک تھا۔ وہاں مرکزی جامع مسجد کی خطابت کی جگہ فارغ ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں حضرت قاری خلیل احمدؒ کو اٹک کی مرکزی جامع مسجد کا حضرت شیخ القرآنؒ نے خطیب بنا دیا۔ مولانا قاری خلیل احمدؒ یہاں پر خطیب تھے۔ تو تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی جس میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ اس زمانہ میں اٹک میں جناب محمد عابد حسین صدیقی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں فعال تھے۔ جب کہ قاری خلیل احمدؒ نے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اٹک کی قیادت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کی سرپرستی سے اتحاد بین المسلمین کی ایسی فضاء قائم ہوئی کہ چاروں مسالک اس تحریک

میں بنیان مرصوص کی طرح یکجا نظر آنے لگے۔

۱۹۷۵ء میں مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا وصال ہوگیا تو پھر گھریلو ذمہ داریوں کے باعث حضرت شیخ القرآن کے حکم پر اٹک سے سکھر منتقل ہوگئے۔

حضرت قاری صاحب کے والد صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر حضرت مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ تشریف لائے تو اپنے شاگرد قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ”میاں تم نے سکھر سے باہر بہت دین کی خدمت کرلی ہے۔ سکھر کا بھی آپ پر حق ہے۔ آپ یہاں خطابت اور جامعہ اشرفیہ میں ہی تدریس کریں۔“ چنانچہ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت، مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب لاجواب سے ایسی مقبولیت کے آثار ظاہر ہوئے کہ چالیس سال بعد یہیں سے آپ کا جنازہ اٹھا۔

مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد اسعد تھانوی کو جامعہ اشرفیہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کردیا۔ مولانا قاری خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ کی نظامت، جامع مسجد بندر روڈ کی امامت وخطابت، شعبان ورمضان شریف میں دورہ تفسیر کی کلاس ایسے اہم شعبوں کو ایسے کامیاب طور پر چلایا کہ پورا شہر عش عش کر اٹھا۔ آپ بیک وقت خطیب، مدرس، شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر اور خادم دین تھے۔ مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ اٹک میں ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے رہے۔ سکھر تشریف لائے تو اس تعلق کو نہ صرف بحال رکھا بلکہ اور مستحکم کیا۔ سکھر عالمی مجلس کے ناظم اعلیٰ رہے اور پھر الحاج فرزند علی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مرکز کی مجلس شوریٰ کے ممبر بنے۔ تحریک نظام مصطفی ۱۹۷۷ء تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ جرأت وبہادری اور ہر دلعزیزی کی وہ روایات قائم کیں جو آپ کی شخصیت کی پہچان کا روپ دھار گئیں۔ مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ سکھر میں، مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، ایسے اکابر علماء یہاں تشریف لاتے رہے۔

مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سکھر کے ہر خورد وکلاں نے محبت واحترام کا رشتہ جوڑا ہوا تھا۔ مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر پر تشریف لایا کرتے تھے۔ ظہر کے بعد پہلے دن آپ کا آخری سے پہلا بیان ہوتا تھا۔ آپ جمعرات کو صبح تشریف لاتے۔ اسی دن شام واپسی کرکے جمعہ سکھر جا پڑھاتے۔ تمام تر سفر کی زحمت کے باوجود بڑی استقامت کے ساتھ اس روایت کو قائم رکھا۔ خوب یاد ہے کہ ایک سال برطانیہ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں آپ نے ایسا مثالی خطاب کیا کہ تمام خطباء کی خطابت ماند پڑگئی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دست وبازو تھے۔ ہر سال بلاناغہ سالانہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تشریف لاتے تھے۔ اپنی مسکراہٹوں اور دلآویز شخصیت سے پورے ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتے تھے۔

اس سال حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو بہت دل گرفتہ تھے۔ حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس طلب کررکھا تھا کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی مقرر کردہ تاریخ پر حسب پروگرام مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے بالاتفاق حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی امیر منتخب کیا تو قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ بار بار عشق ومستی میں جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ میرے استاذ حضرت ڈاکٹر صاحب عالمی مجلس کے امیر بن گئے۔ یہ حضرت قاری صاحب مرحوم کی اساتذہ کرام کے ساتھ بھرپور محبت کی وہ انمٹ ادا تھی جو بھلائی نہیں جاسکتی۔

مولانا قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ القرآن کے نامور شاگرد تھے اور پھر رشتہ داری بھی ہوگئی کہ مولانا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی اور مولانا قاضی احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی قاری خلیل احمد کی بہو بنیں۔ اس تعلق کے باعث وہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے حلقہ اور حضرت شیخ القرآن کے متوسلین میں یکساں مقبول تھے۔ مگر فقیر راقم گواہ ہے کہ میں نے قاری خلیل احمد کو آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر جالیوں کے سامنے بلکتے سسکتے بچوں کی طرح گریہ کرتے دیکھا ہے اور فقیر راقم سے خود حرم مدینہ مسجد نبوی میں

(باقی صفحہ 26 پر)

خبروں پر ایک نظر

# اللہ ورسول سے جنگ نہیں لڑ سکتے، سود کے خاتمے پر کام تیز کریں گے: وزیر خزانہ

## 5 سال سے قبل اسلامک بینکنگ کا نفاذ ممکن، دعا ہے ہمارے ہاتھوں یہ کام ہو،

## 2013ء میں بھی چند اقدامات اٹھائے جس کے مثبت ثمرات اب تک مل رہے ہیں: اسحاق ڈار

### آج خراب حال معیشت، افراتفری اور مہنگائی گزشتہ 5 سالوں کی بدانتظامی،

### نااہلی اور ناتجربہ کاری کا نتیجہ ہے، اسلامی بینکاری سے ہی تبدیلی آئے گی: اقتصادی فورم سے خطاب

وفاقی وزیر خزانہ اسحٰق ڈار نے کہا ہے کہ ہم ملک میں سودی نظام کو فروغ دے کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہیں کر سکتے۔

نیشنل اسلامک اقتصادی فورم سے بذریعہ ویڈیو لنک خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام معیشت کا لائحہ عمل کیسا ہوگا اور اس کے لیے کیا اقدامات کیے جاسکتے ہیں، یہ موضوع میرے دل کے بہت نزدیک ہے اور میری خواہش ہے کہ جتنا جلد ہوسکے ہم اپنے ملک میں سود کے نظام کا خاتمہ کریں۔

ان کا کہنا تھا کہ یقیناً ایسی کانفرنسز، مباحثے اور کاوشیں اس نیک مقصد کے حصول میں حکومت کے لیے مددگار ثابت ہوں گی۔

اسحٰق ڈار نے کہا کہ میں نے ڈپٹی گورنر اسٹیٹ بینک سعید احمد کو یہ چیلنج اور یہ ذمہ داری دلوائی۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے پوری کوشش کی جو کچھ بھی حکومت تیزی سے کر سکے مثلاً ٹیکس میں مساوات نہیں تھی اسے حل کیا گیا، خصوصی ترمیم کی گئی، سیکیورٹی ایکسچینج کے حوالے سے اقدامات کیے گئے، وزارت خزانہ میں ایک سینیئر افسر کی قیادت میں ایک ونگ قائم کیا گیا۔

ان کا کہنا تھا کہ فنانس ایکٹ بی 2016ء میں اسلامی بینکاری کو تیز رفتار سے ترقی دینے کے لیے لسٹڈ مینوفیکچرنگ کمپنیوں کو 2 فیصد ٹیکس کی رعایت دی گئی، جس کی صرف ایک شرط بیلنس شیٹ کا شریعت کے مطابق ہونا تھا۔

بات کو جاری رکھتے ہوئے وزیر خزانہ کا کہنا تھا کہ یہ کاوش جاری تھی جس کے فوائد بھی ملے، اس وقت صرف پاکستان کا واحد اسلامی بینک 'میزان بینک' تھا جس کی تقریباً 100 شاخیں تھیں، لیکن اگر آپ اچھی نیت کر لیں تو اس کے نتائج بھی اچھے نکلتے ہیں اور وہ 100 برانچز والا بینک آج ایک ہزار برانچز پر مشتمل بینک بن چکا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس کے بعد ایک وقفہ آیا جس کے دوران میں نے دیکھا ایک اور بینک نے اس جانب پیش قدمی کی جو فیصل بینک تھا، صرف ایک چھوٹا سا سیکشن بنا لینا کافی نہیں ہے، انہوں نے کیا اور اتنی برکت ہوئی کہ اگر اس کی گزشتہ 4 سال کی بیلنس شیٹ دیکھی جائے تو اس اقدام سے قبل اور بعد کی بیلنس شیٹ میں فرق دیکھ لیں۔

اسحٰق ڈار نے کہا کہ مجھے یہاں تک اطلاع ملی کہ جون کے مہینے تک اسلامی بینکوں میں اتنے زیادہ ڈپازٹس تھے کہ وہ مزید ڈپازٹس لینے سے معذرت کر رہے تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ ایک چیز واضح ہے کہ اگر سب مل کر اپنی پوری کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جو وفاقی شرعی عدالت نے نظام کو سود سے پاک کرنے کے لیے 5 سال کا وقت دیا ہے وہ نہ ہو سکے۔

وفاقی وزیر نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ جب یہ فیصلہ آیا تو خاصی مزاحمت سامنے آئی اور آناً فاناً اسٹیٹ بینک اور حکومت کے زیر انٹرنیشنل بینک کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر بینکس نے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں پٹیشن دائر کر دی۔

انہوں نے کہا کہ جب میں نے یہ خبر پڑھی

تو میں اور میاں نواز شریف اکٹھے بیٹھے تھے اور ہم نے فیصلہ کیا کہ اگر ہم حکومت میں آئے تو یہ اپیلیں واپس لی جائیں گی، ہم پوری کوشش کریں گے۔

ان کا کہنا تھا اس سے پہلے ہم نے جو 5 سال گزارے اس میں ملک ترقی کررہا تھا، اس کی پوری دنیا تعریف کررہی تھی، اشیائے خورونوش کی مہنگائی صرف 2 فیصد جبکہ عمومی مہنگائی محض 4.6 فیصد تھی، ملک کی اسٹاک بلندیوں کو چھو رہی تھی اور جنوبی ایشیا کی سب سے بہترین جبکہ دنیا کی پانچویں بہترین اسٹاک تھی۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ یہ نیت اور برکت کی وجہ سے تھا اور پاکستان 1.6 فیصد کی رفتار سے ترقی کررہا تھا اور عالمی ادارے نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ پاکستان 2030ء تک جی 20 ممالک میں شامل ہوجائے گا۔

اسحٰق ڈار نے کہا کہ پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ 5 سال کے تجربوں نے اسے وہاں لاکر کھڑا کردیا ہے کہ 2022ء میں یہ دنیا کی 47ویں معیشت بن چکا جو پہلے 24ویں معیشت تھا۔

انہوں نے کہا کہ جو آج مہنگائی ہے، افراتفری ہے، ایل سیز کی شکایتیں ہیں یہ سب کی سب بدانتظامی اور حکمرانی نہ ہونے کا نتیجہ ہے اور ہمیں سبق سیکھنا اور اللہ سے توبہ کرنا چاہیے۔

ان کا کہنا تھا کہ میں نے اور میاں نواز شریف نے فیصلہ کیا تھا کہ جتنی جلد ممکن ہو ہم اپنے حقیقی فیصلوں کو دہرائیں گے اور ان پر عملدرآمد کریں گے اور چند ہفتوں میں ہی ملک میں معیشت اتنی تباہ ہوچکی تھی کہ مجھے نہیں پتا تھا کہ اتنی جلدی کہا جائے گا کہ چوتھی مرتبہ یہ ذمہ داری سنبھالیں گے۔

وزیر خزانہ نے کہا کہ جونہی میں واپس آیا تو ابتدائی ہفتوں کے دوران میں نے جو پہلا کام کیا وہ یہ کہ گورنر اسٹیٹ بینک اور نیشنل بینک کو ہدایت کی کہ فوری طور پر یہ درخواست واپس لی جائے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم سودی نظام کو فروغ دے کر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ نہیں کرسکتے، کم ازکم ہم کوشش کریں اور آج کی کاوش بھی اسی کی جانب ایک قدم ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ اپیلیں واپس لے کر دوبارہ ایک کمیٹی قائم کردی گئی ہے جس کا سربراہ اسٹیٹ بینک کے گورنر کو بنایا گیا ہے جس میں علمائے کرام، صنعتکار، بینکرز شامل ہیں اور کمیٹی کا پہلا اجلاس ہوچکا ہے جسے ہم تیزی سے آگے لے کر چلیں گے۔ (ڈیلی ڈان نیوز کراچی، 2رفروری ۲۰۲۳ء)

## مرزا مختار احمد بیگ کی وفات ............. مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزا مختار احمد بیگ شجاع آباد کی مرزا فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے استاذ مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے چہیتے مریدوں میں سے تھے۔ استاذ جی ایک عرصہ تک گلستان مسجد المعروف کمیٹی والی مسجد میں خطیب رہے۔ آپ کا درس قرآن بہت مشہور تھا، موسم خواہ کیسا ہو، آپ مختلف مساجد میں درس دیتے تھے۔ راقم جب مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں زیر تعلیم تھا تو مرزا مختار احمدؒ استاذ جی کی خدمت میں حاضر ہوتے، بہت مخلص اور پیار و محبت والے انسان تھے۔ استاذ جی ایک عرصہ تک اشاعۃ التوحید کے بڑوں میں شامل رہے۔ یہ تو معلوم نہیں کہ مرزا مختار احمد ان دنوں اشاعت والوں سے متاثر تھے یا نہیں، لیکن جب استاذ محترم نے اشاعت والوں کو خیرباد کہا اور جمعیۃ اقامت التوحید والسنۃ کے نام سے جماعت بنائی تو مرزا مختار احمد اقامت التوحید پنجاب کے عہدیداروں میں سے تھے۔ انجمن فاروق اعظم کے نام سے مقامی طور پر ایک انجمن بنائی گئی تو مرزا مختار احمد اس کے بانی صدر رہے۔ انجمن فاروق اعظم کے زیر اہتمام سال میں کئی مرتبہ تبلیغی پروگرام منعقد ہوتے تو مرزا صاحب آگے آگے ہوتے۔ جامع مسجد صدیقیہ اڈے والی کی دکانوں میں سے ایک دکان میں میڈیکل اسٹور بنایا جو آپ کے فرزند ارجمند مرزا انصار بیگ چلاتے تھے۔ اسی پر وقتاً فوقتاً ملاقات ہوجاتی۔ پندرہ بیس سال قبل ملتان منتقل ہوگئے تو اس دوران جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان میں راقم نے ایک جمعہ پڑھایا تو ان سے بڑے عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تو کافی دیر استاذ جی کی یادیں تازہ رہیں۔ راقم الحروف چناب نگر کانفرنس کی تیاری کے لئے چناب نگر کے پروگراموں میں تھا کہ مرحوم کے فرزند مرزا انصار بیگ نے فون پر اطلاع کی کہ آپ کے دوست وفات پاگئے۔ معمولی بیمار ہوئے بلڈ پریشر ہائی ہونے کی وجہ سے برین ہمبرج ہوا اور ۱۸ر ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۵ر اکتوبر ۲۰۲۲ء کو رحلت فرماگئے، ان کی نماز جنازہ شجاع آباد کے بزرگ عالم دین مولانا سراج احمد قریشی مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی تو آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی والدہ محترمہ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑیں۔ ڈاکٹر مرزا اشفاق بیگ مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔ راقم ۵ر اکتوبر کو ان کے فرزندان گرامی کے پاس تعزیت کے لئے گیا۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ اللہ پاک ان کی کامل مغفرت فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# دعوتی و تبلیغی اسفار

**جامعہ نظام العلوم شعبہ یتیم خان: بنوں** شہر میں حاضری ہوئی۔ جامعہ میں ۵۰۰ طلبہ کرام ۲۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ جامعہ کی بنیاد ۱۹۵۴ء میں مولانا بہرام خان نے رکھی۔ آپ کا انتقال ۱۹۶۷ء میں ہوا۔ جامعہ کے طلبہ کرام سے خطاب و بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ کئی ایک طلبہ نے کورس میں شرکت کے ارادے کئے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا مفتی امداد اللہ خان مدظلہ ہیں۔

**جامعہ تحسین القرآن لکی گیٹ بنوں:** جامعہ میں تقریبِ ختم بخاری شریف میں شرکت ہوئی۔ جامعہ کے بانی مولانا قاری محمد نور واحد شاہ قریشی مدظلہ ہیں۔ جامعہ میں سیکنڈ ٹائم تعلیم یافتہ، ملازمین اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے آٹھ نوجوان احادیث نبویہ کی تعلیم حاص کرتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے نائب امیر مولانا مفتی شمس الحق حقانی مدظلہ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ بخاری شریف جلد اول کی آخری حدیث کا سبق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پڑھایا۔ جس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام اور ان کی طویل ترین عمر کا تذکرہ ہے۔ خود ان کا ارشاد گرامی ہے کہ میں غلام بنالیا گیا اور دس سے زائد آقاؤں کی غلامی میں بیچا جاتا رہا۔ مختلف راہبوں کی خدمت میں بھی وقت گزارا، نیز سو کھجوروں کے درختوں کے بدلے جن میں ستانوے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لگائے اور ایک ہی سال میں بارآور ہو گئے، حضرت سلمان فارسی کو آزادی نصیب ہوئی، نیز فرمان نبوی: ''سلمان منا اهل البیت'' کا لقب نصیب ہوا۔ (مولانا فرمان اللہ، مدرس مرکز علوم نبوت، بنوں)

راقم نے بنوں کی مختلف جامعات میں بیان کی سعادت حاصل کی اور طلبہ کو آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔ رات آرام و قیام جامع مسجد لاری اڈا سرائے نورنگ میں کیا، جس کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم مدظلہ کے برادر خورد مولانا عبدالحمید مدظلہ ہیں، ان کے ہاں رہا۔

**جامعہ صدیقیہ متورہ ضلع لکی مروت:** جامعہ کے بانی مولانا عبدالمتین شاہؒ تھے۔ جامعہ کا سنگ بنیاد قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ نے رکھا۔ دورہ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں،

---

### سویڈن میں قرآن پاک کی توہین ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر حملہ اور بدترین دہشت گردی ہے

لاہور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود نے سویڈن میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ سویڈن میں قرآن پاک کی توہین ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر حملہ اور بدترین دہشت گردی ہے۔ آزادئ اظہار رائے کی آڑ میں توہین قرآن کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ سویڈن حکام اس کی روک تھام کے لیے فوری طور پر اقدامات کریں۔ توہین قرآن کرنے والے امن عالم کے دشمن ہیں۔ مسلم حکمران اس شیطانی عمل کو روکنے کے لئے مناسب اقدامات اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمران عالمی سطح پر تحفظ ناموس رسالت اور قرآن پاک کے تقدس کے لئے قانون سازی کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی تہذیب ڈیڑھ ارب افراد کے دینی جذبات کو مجروح کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ توہین قرآن کرنے والے اپنے شیطانی عمل سے مسلمانوں کو خون کے آنسو رلا رہے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ سویڈن میں قرآن پاک نذر آتش کرنے کا گھناؤنا فعل ہر اعتبار سے قابل مذمت اور افسوسناک ہے، تمام مسلم حکمرانوں کو اس قبیح فعل کی بھرپور انداز میں مذمت کرنی چاہیے۔

دورۂ حدیث شریف میں ۴۳ علمائے کرام زیر تعلیم ہیں۔ ۱۶؍جنوری کو ۱۲ بجے تا ساڑھے بارہ بجے طلبہ و اساتذہ کرام سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ کئی ایک طلبہ نے کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

**جامعہ حلیمیہ درہ پیزو:** جامعہ کے بانی مولانا سید محمد محسن شاہ شہیدؒ تھے جو اندھی گولی کا شکار ہوئے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بعد دورۂ حدیث شریف میں سب سے زیادہ طلبہ کرام یہاں ہیں، جمعیت علمائے اسلام کے راہنما اور ایم این اے مولانا محمد انور اسی ادارہ کے شیخ الحدیث ہیں۔ جامعہ میں ۹۰۰ سے زائد طلبہ کرام تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۱۲۸ اساتذۂ کرام مختلف شعبہ ہائے تعلیم میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دو درجن سے زائد طلبہ نے نام لکھوائے۔ مذکورہ بالا مدارس میں بیان مولانا محمد ابراہیم ادھمی مدظلہ ناظم مالیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لکی مروت کی وساطت سے ہوا۔ مولانا محمد طیب طوفانی سلمہ کی بھی رفاقت حاصل رہی۔

**مدرسہ اشرف العلوم عنبیری کلاں:** مدرسہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا شاکر اللہ مدظلہ کی معرفت عصر کی نماز کے بعد طلبہ اور اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا اور انہیں قادیانیت کے دجل و فریب اور کفریہ عقائد سے آگاہ کیا۔ نیز یہ درخواست کی کہ اگرچہ یہ جراثیم خبیثہ آپ کے علاقہ میں نہ ہونے کے برابر ہیں، بایں ہمہ آج کا طالب علم کل کا عالم دین ہوگا، جب آپ عملی زندگی میں جائیں گے تو آپ کو ان فتنوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، لہٰذا درجہ سادسہ سے اوپر کے طلبہ اس عظیم الشان کورس کے لئے نام لکھوائیں۔ یہاں مشکوٰۃ شریف تک درجات ہیں تو ان درجات میں سے کئی ایک طلبہ نے مقامی ذمہ دار (کرک) مولانا عبدالرزاق سلمہ کو اپنے نام لکھوائے۔ اگلے پروگرام میں کرک مجلس کے امیر مولانا محمود الرحمٰن بھی شامل ہوگئے۔

**جامعہ دارالعلوم دارارقم:** ضلع کرک کے بڑے مدارس میں سے ہے، جہاں موقوف علیہ تک ۵۰۰ طلبہ کرام زیر تعلیم ہیں، ادارہ کے بانی مولانا مقصود گل مدظلہ علاقہ کے باہمت اور جرگوں میں فیصلہ کرنے والے باصلاحیت عالم دین ہیں۔ ادارہ کی بنیاد ۲۰۰۵ء میں رکھی گئی۔ وسیع و عریض مسجد کا بیسمنٹ مکمل ہو چکا ہے، پہلی منزل کی تیاری ہے۔ درجہ موقوف علیہ تک تعلیم ۱۵ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ یہاں بھی کئی طلبہ نے نام لکھوائے۔ مدرسہ کا نظم و نسق عمدہ ہے۔ اس پروگرام میں کرک مجلس کے امیر

## حقوقِ مجلس ............... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

۱:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی جگہ جمع ہوں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں تو گویا وہ مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہیں۔

۲:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جگہ بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی اور جو شخص کسی جگہ کھڑا ہو وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی اور جو شخص کسی جگہ لیٹے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت ہوگی۔

۳:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل فرماتے ہیں، فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو ان پر ندامت ہوگی اور جب کوئی کسی جگہ چلے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اس پر ندامت ہوگی۔

۴:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، فرمایا: جو لوگ کسی جگہ جمع ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا (سبب) ہوگی، اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

۵:... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں، فرمایا: جو لوگ کسی جگہ جمع ہوں اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھیں تو وہ مجلس ان کے لئے حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

۶:... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی جگہ جمع ہوں پھر وہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اور اٹھ کھڑے ہوں تو وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار چیز سے اٹھے ہیں۔ (عمل الیوم واللیلۃ، ص:۲۵۹)

مولانا محمود الرحمٰن، مولانا عبدالرزاق اور حاجی محمد اسلم شریک رہے۔ رات کا قیام حاجی محمد اسلم کے پیٹرول پمپ والے حجرہ میں رہا۔ صبح ناشتہ کے بعد پشاور آمد ہوئی۔

**جامع مسجد رحیمیہ قاضی آباد:** بیرون گنج پشاور کے لئے ایک مخیر ڈپٹی فضل الرحیمؒ نے قطعہ اراضی وقف کیا اور تعمیر میں بھی حصہ ملایا، جبکہ مسجد کے بانی حافظ محمد عالم تھے اور ۱۹۷۴ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ ۲۰۰۱ء تک حافظ محمد عالم مسجد کی تعمیر وتوسیع، امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا فداء الرحمٰن ان کے جانشین اور مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ مولانا فداء الرحمٰن فاضل نوجوان عالم دین ہیں۔ ۱۶/ جنوری کو مغرب سے عشا تک پروگرام ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد راقم نے تفصیلی بیان کیا، الحمدللہ! خیبر پختونخوا کا پروگرام مکمل ہوا۔ دوسرے شہروں کے جامعات میں ان شاء اللہ! پشاور کے مبلغین اعلان و بیان فرمائیں گے۔ پروگرام کی نگرانی چاچا عنایت اللہ اور مختار احمد نے کی۔ ✪✪

## آج کشمیریوں پر جو ظلم ہو رہا ہے، وہ قادیانی لابی کا شاخسانہ ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شادی پورہ بندروڈ لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس ادارۃ الفرقان میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں بڑی تعداد میں مجاہدین ختم نبوت وعشاقان ختم نبوت نے شرکت کی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالمعید سکھر، مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا مفتی محمد اعجاز فیصل آباد، قاری ظہور الحق، میاں محمد رضوان نفیس، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد حنیف کمبوہ، مولانا سعید وقار، مولانا محمد قاسم گجر، قاری محمد عابد حنیف، مولانا عبدالواجد، مولانا پیر غلام مصطفی، مولانا اخلاق احمد، مولانا محمد ارشاد سمیت علماء، قراء اور ہزاروں کی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ ختم نبوت کانفرنس سے مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قانون کا ہر صورت تحفظ کریں گے۔ قادیانی پاکستان کے خلاف عالمی سطح پر جو سازشیں کر رہے ہیں اس کا نوٹس لیا جائے۔ امت مسلمہ کے مشترکہ عقائد ونظریات پر کسی قسم کا سمجھوتہ اور سودا بازی کرنے والے دونوں اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ قادیانیوں نے پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا اور وہ اکھنڈ بھارت کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں کشمیر پر بھارت کا قبضہ ہونے میں قادیانیوں کا بنیادی کردار ہے تقسیم ہندوستان کے وقت قادیانیوں نے ضلع گورداسپور کو انڈیا کا حصہ بنانے میں دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کیا آج کشمیریوں پر جو ظلم ہو رہا ہے یہ قادیانی لابی کا شاخسانہ ہے ضلع گورداسپور سے ہی کشمیر جانے کے لئے واحد زمینی راستہ ہے جس سے بھارت کا کشمیر پر قبضہ ہوا۔ جب تک قادیانی فتنہ اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچ جاتا تب تک جدوجہد جاری رہے گی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ سول وملٹری بیوروکریسی کی کلیدی پوسٹوں اور حساس عہدوں پر قادیانیوں کا براجمان ہونا ملکی سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ حکومت قادیانیوں کے بارے میں 1974ء کے قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ مولانا عبدالنعیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کوئی مذہبی یا مذہبی فرقہ نہیں عالم اسلام کے خلاف استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے اور استعمار کے ایجنڈے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ مقررین نے سویڈن، ہالینڈ اور ڈنمارک میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ سویڈن میں قرآن پاک کی توہین ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر حملہ اور بدترین دہشت گردی ہے۔

### بقیہ:...... قاری خلیل احمد بندھانی رحمۃ اللہ علیہ

قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ بھی اس طرح روضہ اقدس پر والہانہ اور وارفتگی کے عالم میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔ اس پر انہوں نے مدینہ طیبہ کے بہت سے دوستوں کے نام بھی بتائے جو اس واقعہ کے عینی گواہ تھے۔

غرض قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات جہاں عقیدہ توحید کے علمبردار تھے وہاں وہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں غرقابی کے مقام پر فائز تھے۔ قاری خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ سکھر سے تھر کے فاقہ زدوں کی امداد لے کر گئے۔ امداد تقسیم کی۔ واپس ہوئے تو راستہ میں حادثہ کا شکار ہوگئے۔ معمولی زخم آیا تھا۔ ہسپتال جا رہے تھے۔ دل کے مریض تھے۔ دل کا عارضہ ہوا۔ اور راستہ میں جان اللہ رب العزت کے سپرد کر دی۔ خدمت خلق میں مال لٹانے کے ساتھ ساتھ جان بھی وار کر فارغ ہوگئے۔ رہے نام اللہ تعالیٰ کا۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ عجب آزاد مرد تھا۔

(چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ص: ۳۳۴ تا ۳۳۷)

# گزرتے ماہ وسال اور امتِ مسلمہ

حضرت مولانا محمد سلمان بجنوری مدظلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند

وقت کا سفر حسب معمول جاری ہے اور ایک بار پھر شمسی کیلنڈر تبدیل ہو چکا ہے، سال کی تبدیلی خواہ شمسی ہو یا قمری، کسی نہ کسی درجے میں غور وفکر پر مجبور کرتی ہے کہ ختم ہونے والا سال کیسا گزرا اور اُس میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟ یہ سوال ہر شخص کی ذاتی زندگی سے متعلق بھی ہوسکتا ہے اور پوری امت کی اجتماعی صورت حال سے بھی۔ ذاتی معاملات پر گفتگو کا یہ محل نہیں ہے، ہر آدمی کو اپنے طور پر غور وفکر کرکے اپنے حالات و معاملات کی بہتری کے لیے مستعد ہونا چاہیے؛ لیکن اجتماعی معاملات پر یہاں بات کی جاسکتی ہے اور کی جانی چاہیے۔

جب ہم امت کے اجتماعی حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ وقت کا پہیہ تو بے شک گھوم گیا ہے؛ لیکن ہم اپنے سفر کی اُسی منزل پر ہیں جہاں تھے؛ بلکہ شاید منزل سے مزید پیچھے نہ ہوگئے ہوں، اس میں شک نہیں کہ ہم میں کچھ فکر مند لوگ بھی ہیں اور ہلکی رفتار ہی سے سہی، بیداری کی ایک لہر بھی ہے؛ لیکن اس کا تناسب بہت کم ہے اور حالات کی سنگینی کا صحیح ادراک رکھنے والے اور کم ہیں اور اس کے لیے عملی پہلوؤں پر نظر رکھنے اور کوشش کرنے والوں کی تعداد اس سے بھی کم ہے، اکثریت کا جو حال ہے اُس پر، تو یہ شعر پوری طرح صادق نظر آتا ہے کہ:

نہ کسی کو فکرِ منزل نہ کوئی سراغِ جادہ
یہ عجیب کارواں ہے جو رواں ہے بے ارادہ

حالات کی تبدیلی کے لیے سب سے زیادہ اہمیت قیادت کے کردار کی ہوسکتی ہے اس پہلو سے اگر مسلم ممالک کی قیادت اور وہاں کی مقتدر طاقتوں پر نظر ڈالیں تو ایک دو ملکوں کو چھوڑ کر امید کی کرن نظر آنے کا لفظ بولنا بھی مشکل ہے، عمومی طور پر مسلم ممالک کی قیادت کا کوئی ارادہ کتاب وسنت کی

> **مسلم اکثریتی ممالک ہوں یا مسلم اقلیتی ممالک، ساری دنیا ہی میں اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنا مشکل ہوتا جارہا ہے**

تعلیمات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کردار و نظام کو اختیار کرنے کا تو کیا ہوتا وہاں تو اپنے فیصلے پوری آزادی کے ساتھ خود کرنے کی منزل بھی دور نظر آتی ہے وہ تو ابھی تک اُسی عطار سے دوا لینے کی روش پر قائم ہیں جو تمام بیماریوں کا سبب ہے، جہاں تک مسلم اقلیتی ممالک کی قیادت کا تعلق ہے، اس کو بھی حوصلہ مندی کے ساتھ امروز کی شورش میں اندیشہ فردا کا حامل بننے کی ضرورت ہے جس کے آثار ابھی تک کمزور ہیں۔

مزید یہ کہ مسلم اکثریتی ممالک ہوں یا مسلم اقلیتی ممالک، ساری دنیا ہی میں اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنا مشکل ہوتا جارہا ہے، عدالتوں کے فیصلے ہوں یا میڈیا کے ہنگامے یا قانون ساز اداروں کی سرگرمیاں سب کا رُخ یہی ہے کہ انسان کے لیے اسلامی طرز زندگی پر قائم رہنا مشکل سے مشکل تر بنادیا جائے۔ ذہن سازی کی سطح پر دیکھیں تو سوشل میڈیا اور تمام وسائل وذرائع کا استعمال اسلامی افکار ونظریات کی تردید کے لیے ہورہا ہے اور اس کے مقابلے کا کام دس فیصد بھی نہیں ہو پا رہا ہے۔ اسی طرح تعلیم کی راہ سے بھی کفر و الحاد پھیلانے کے انتظامات مضبوط کردیے گئے ہیں اور اس زہر کا تریاق بھی ابھی تک امت کے پاس بقدر ضرورت نہیں ہے۔

مجموعی صورت حال ہر صاحبِ ایمان کے لیے تشویش ناک ہے، بے شک مایوسی غلط ہے؛ لیکن حالات کی اصلاح کے لیے جس یقین محکم، قوت ادراک اور عمل پیہم کی ضرورت ہے اور جن مربوط اجتماعی کوششوں کے بغیر تبدیلی ناممکن ہے اُن کے آثار ابھی نظر نہیں آرہے ہیں۔ اللہ رب العزت اس کارواں کو وہ احساسِ زیاں عطا کردے جس کے بعد متاعِ گم شدہ کی تلاش میں کامیابی حاصل ہونا یقینی ہوجاتا ہے۔

# رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف | رعایتی قیمت |
|---|---|---|---|
| 1 | قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ | پروفیسر محمد الیاس برنیؒ | 400 |
| 2 | رئیس قادیان | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 300 |
| 3 | ائمہ تلبیس | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 300 |
| 4 | تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں) | حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ | 1200 |
| 5 | فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں) | جناب محمد متین خالد صاحب | 700 |
| 6 | تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 2500 |
| 7 | مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1000 |
| 8 | محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے) | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 5100 |
| 9 | قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1000 |
| 10 | قادیانی شبہات کے جوابات (کامل) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 300 |
| 11 | چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1200 |
| 12 | آئینہ قادیانیت | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 200 |
| 13 | ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 130 |
| 14 | قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے | جناب محمد متین خالد صاحب | 150 |
| 15 | سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 150 |
| 16 | تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 200 |
| 17 | خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں) | مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما | 400 |
| 18 | اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ | مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ | 150 |
| 19 | مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (دو جلدیں) | رسائل اکابرین | 400 |
| 20 | قادیانیت کا تعاقب | مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد | 120 |
| 21 | ختم نبوت کورس | مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب | 250 |

**نوٹ:** ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ